تنظیم اسلامی کا ترجمان

05

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

9 تا 15 جمادی الاُخریٰ 1441ھ / 4 تا 10 فروری 2020ء

مشاورت کے بعد فیصلہ کا اختیار کس کا؟

مشورہ کے ضمن میں چوتھی بات یہ فرمائی گئی کہ: ﴿فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ﴾ ’’پھر جب آپ کسی چیز کا عزم کر لیں تو پھر اللہ پر بھروسا کیجیے!‘‘ آپ ان کو مشورے میں ضرور شریک کیجیے‘ البتہ آپ پر کوئی اپنا فیصلہ ٹھونسنے والا نہیں ہے۔ مشورے کے بعد فیصلہ آپ ہی کو کرنا ہے۔ مشورہ اپنے نفس کے اعتبار سے ایسی چیز ہے کہ لازم نہیں کہ اس کو قبول کیا جائے۔ اس لیے تمام لوگوں کو مشورے میں شریک کرنے میں کیا حرج ہے؟ اگر ووٹوں کی گنتی سے فیصلہ کرنا ہوتا تب تو آپ کو چھلنیاں لگانی ہوتیں کہ اگر سب پختہ و ناپختہ لوگوں کو مشوروں میں شریک کر لیا گیا تو غلط فیصلہ ہو سکتا ہے۔ لیکن جب فیصلہ صرف امیر کے ہاتھ میں ہے تو پھر لوگوں کے اعتماد کو بحال کرنے کے لیے انہیں ضرور مشوروں میں شریک کیا جانا چاہیے!

بہت سے لوگوں نے یہاں خواہ مخواہ کھینچ تان کی ہے کہ امیر کے لیے مشورہ قبول کرنا لازم ہے۔ ان کے نزدیک گویا یہاں لفظ ہونا چاہیے تھا: ’’فَاِذَا عَزَمْتُمْ‘‘ شاید اللہ تعالیٰ بھول گیا (معاذ اللہ)۔ اور اگر یقین ہو کہ یہ اللہ کا کلام ہے جس میں کوئی شوشا بھی یوں ہی الل ٹپ نہیں آ گیا۔ تو پھر ماننا پڑے گا کہ ’’عَزَمْتَ‘‘ میں یہ واحد مذکر حاضر کی ضمیر بڑی فیصلہ کن ہے۔ فرمایا جا رہا ہے: ﴿فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ﴾ ’’پس جب (اے نبیؐ!) آپ فیصلہ کر لیں تو اللہ پر توکل کیجیے‘‘۔ پھر یہ ہرگز نہ سوچیے کہ کس کی رائے مخالف تھی اور کس کی رائے حق میں تھی‘ اور یہ کہ اگر کسی کی رائے کے خلاف فیصلہ کر لیا تو اقامتِ دین کی گاڑی نہیں چلے گی۔ آیت کے آخر میں فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾﴾ ’’یقیناً اللہ تعالیٰ بھروسا کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے‘‘۔ اللہ اپنے ان بندوں کو پسند کرتا ہے جو اپنے معاملے کو اُس کے حوالے کریں اور اسی پر توکل کریں‘ اور یہ یقین رکھیں کہ وہی ہو گا جو اللہ چاہے گا‘ باقی کسی کی ناراضگی اور رضامندی سے اور کسی کا ساتھ دینے یا نہ دینے سے کوئی فیصلہ کن فرق واقع نہیں ہو گا۔

’’حزب اللہ کے اوصاف اور امیر و مامورین کا باہمی تعلق‘‘

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

کشمیر بنے گا پاکستان؟

اللہ تعالیٰ کے ذکر کی اہمیت

آٹے کا بحران اور مہنگائی

بدل ڈالو نظامِ گلشن!

لباس کے متعلق ہدایات اور سنتیں

اے وادیٔ کشمیر!

الھدیٰ (888)

جہاد کا وسیع مفہوم اور امت محمدیہ ﷺ کی ذمہ داری

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سورۃُ الحجّ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت : 78

وَجَاھِدُوۡا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ ؕ ھُوَ اجۡتَبٰکُمۡ وَمَا جَعَلَ عَلَیۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ مِنۡ حَرَجٍ ؕ مِلَّۃَ اَبِیۡکُمۡ اِبۡرٰھِیۡمَ ؕ ھُوَ سَمّٰکُمُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ۬ۙ مِنۡ قَبۡلُ وَفِیۡ ھٰذَا لِیَکُوۡنَ الرَّسُوۡلُ شَھِیۡدًا عَلَیۡکُمۡ وَتَکُوۡنُوۡا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ ۚۖ فَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاعۡتَصِمُوۡا بِاللّٰہِ ؕ ھُوَ مَوۡلٰکُمۡ ۚ فَنِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَنِعۡمَ النَّصِیۡرُ ﴿۷۸﴾

آیت ۷۸ ﴿وَجَاھِدُوۡا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ ؕ﴾ ’’اور جہاد کرو اللہ کے لیے جیسا کہ اُس کے لیے جہاد کا حق ہے۔‘‘

﴿ھُوَ اجۡتَبٰکُمۡ﴾ ’’اُس نے تمہیں چن لیا ہے‘‘

اب نبوت محمدؐ رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو چکی ہے۔ آئندہ جبرائیلؑ کسی کے پاس وحی لے کر نہیں آئیں گے۔ انہوں نے جو وحی پہنچانی تھی پہنچا دی ہے اور اللہ تعالیٰ کے تمام احکام محمد ﷺ نے تم لوگوں تک پہنچا دیے ہیں۔ اب ان احکام کو اس دعوت کو تمام نوعِ انسانی تک پہنچانے کے لیے اللہ نے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ تمام انسانوں میں سے تمہیں چُن لیا گیا ہے‘ اس عظیم الشان مشن کے لیے تمہارا اسلیکشن ہو گیا ہے۔ چنانچہ تم اپنے نصیب پر فخر کرو اور اس کام میں لگ جاؤ۔

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَیۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ مِنۡ حَرَجٍ ؕ﴾ ’’اور دین کے معاملے میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔‘‘

﴿مِلَّۃَ اَبِیۡکُمۡ اِبۡرٰھِیۡمَ ؕ﴾ ’’تمہارے جدّ امجد ابراہیمؑ کی ملت۔‘‘

﴿ھُوَ سَمّٰکُمُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ۬ۙ﴾ ’’اُسی نے تمہارا نام مسلم رکھا ہے‘‘

اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو ’’مسلم‘‘ کا خطاب دیا ہے اور تمہارے جدامجد ابراہیم علیہ السلام نے بھی تمہارا یہی نام رکھا تھا۔

﴿مِنۡ قَبۡلُ وَفِیۡ ھٰذَا﴾ ’’اس سے پہلے بھی (تمہارا یہی نام تھا) اور اس (کتاب) میں بھی ہے‘‘

﴿لِیَکُوۡنَ الرَّسُوۡلُ شَھِیۡدًا عَلَیۡکُمۡ وَتَکُوۡنُوۡا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ ۚ﴾ ’’تاکہ پیغمبر تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ ہو۔‘‘

﴿فَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاعۡتَصِمُوۡا بِاللّٰہِ ؕ﴾ ’’پس نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو‘ اور اللہ کے ساتھ چمٹ جاؤ۔‘‘

اللہ تمہارا حمایتی اور پشت پناہ ہے‘ تم اس کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔

﴿ھُوَ مَوۡلٰکُمۡ ۚ فَنِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَنِعۡمَ النَّصِیۡرُ ﴿۷۸﴾﴾ ’’وہ تمہارا مولیٰ ہے‘ تو کیا ہی اچھا ہے وہ مولیٰ اور کیا ہی اچھا ہے مددگار!‘‘

’’مولیٰ‘‘ کے مفہوم میں آقا‘ حمایتی‘ پشت پناہ‘ ملجا و ماویٰ اور مرجع کے معانی شامل ہیں۔

فرمان نبویؐ

امانت کی حفاظت

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ ((اِذَا ضُیِّعَتِ الۡاَمَانَۃُ فَانۡتَظِرِ السَّاعَۃَ)) قَالَ: کَیۡفَ اِضَاعَتُھَا یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ ؟ قَالَ: ((اِذَا اُسۡنِدَ الۡاَمۡرُ اِلٰی غَیۡرِ اَھۡلِہٖ فَانۡتَظِرِ السَّاعَۃَ)) (رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب امانت ضائع کی جانے لگے تو اس وقت قیامت کا انتظار کرو۔‘‘ پوچھا کہ امانت کیسے ضائع کی جائے گی یارسول اللہ ﷺ؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’جب معاملات نااہلوں کے سپرد کئے جانے لگیں تو قیامت کا انتظار کرو۔‘‘

تشریح: ہماری اردو زبان میں ’’امانت‘‘ کا مفہوم بہت محدود ہے۔ لیکن قرآن و حدیث کی زبان میں اس کا مفہوم بہت وسیع ہے اور یہ اپنے اندر عظمت اور اہمیت بھی لیے ہوئے ہے۔ ہر عظیم اور اہم ذمہ داری کو ’’امانت‘‘ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اگر ہم کوئی چھوٹی یا بڑی ذمہ داری کسی نااہل کے سپرد کریں گے تو یہ امانت کی اضاعت ہے۔ ہمیں امانت کی حفاظت کا حق ادا کرنا چاہیے، تاکہ ہم دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکیں۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
9 تا 15 جمادی الاخریٰ 1441ھ جلد 29
4 تا 10 فروری 2020ء شمارہ 05
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دار الاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ------------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

کشمیر بنے گا پاکستان؟

5 اگست 2019ء کو بھارت نے مقبوضہ جموں و کشمیر کی خصوصی آئینی حیثیت کو ختم کر کے اُسے زبردستی بھارت میں ضم کر لیا اور کشمیریوں کے احتجاج کو کچلنے کے لیے وہاں کرفیو نافذ کر دیا۔ مسلسل کرفیو کو 6 ماہ ہونے کو ہیں اس عرصہ میں کشمیر میں بھارت کی ریاستی دہشت گردی نے جنت نظیر کشمیر کو جہنم بنا دیا ہے۔ بھارتی درندہ صفت فوجیوں کی گولیاں کشمیریوں کے سینے شق کر رہی ہیں۔ پیلٹ گن مرد و زن ہی کو نہیں بلکہ بچوں کو بھی اندھا کر رہی ہیں۔ فوجی بھیڑیوں کی صورت اختیار کر کے چادر اور چار دیواری کو پامال کر رہے ہیں۔ کشمیری آج جان، مال اور عزت کے خسارے سے دوچار ہیں۔ گویا کشمیر میں انسانی المیہ جنم لے رہا ہے۔ لیکن نام نہاد مہذب اور جدید دنیا خاموش ہے اور تماشا دیکھ رہی ہے۔ وہ دنیا جو انسانی حقوق کی علمبردار ہے، وہ دنیا جس نے جمہوریت کو اپنا ایمان قرار دیا ہے۔ دعویٰ یہ ہے کہ جمہوری طرزِ حکومت میں مذہبی، علاقائی اور لسانی بنیادوں پر کوئی تفریق نہیں کی جاتی اور بھارت دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہے۔ لیکن عملی طور پر کشمیریوں کے خون نے بھارتی جمہوریت کے تن من کو ڈبو دیا ہے۔ بھارت کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ قرار دیتا ہے اور پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اُسے کشمیری نہیں کشمیر کی سرزمین چاہیے۔

پاکستان کشمیر کے حوالے سے بھارت کی طرح ایک بڑا Stakeholder ہے۔ وہ بھارت کے اس دعویٰ کو جھٹلاتا ہے کہ کشمیر بھارت کا حصہ ہے۔ پاکستان کا دعویٰ ہے کہ کشمیر برصغیر ہند کی تقسیم کا نامکمل ایجنڈا ہے۔ کشمیریوں کو یہ حق سلامتی کونسل نے دیا تھا کہ استصواب رائے کے ذریعے وہ فیصلہ کریں کہ وہ پاکستان کا حصہ بننا چاہتے ہیں یا بھارت کا حصہ بننا پسند کریں گے۔ بھارت کشمیریوں کے ساتھ جو سلوک کر رہا ہے وہ دنیا کے سامنے ہے۔ انسانی تاریخ میں ظلم و ستم کی ایک نئی داستان رقم ہو رہی ہے اگرچہ ہم نے اس کے بارے میں چند جملے تحریر کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن درحقیقت یہ انسانیت سوز سلوک ناقابلِ بیان، ناقابلِ تحریر ہے۔ البتہ آج ہم جائزہ لیں گے کہ پاکستان نے کشمیر کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کو کس حد تک پورا کیا ہے۔ ہمارا طرزِ عمل تقسیم ہند کے وقت کیا تھا اور آج کشمیر کو بھارت کے ظالمانہ شکنجے سے چھڑانے میں ہم کس قدر سنجیدہ ہیں؟

آل انڈیا مسلم لیگ نے مسلمانانِ ہند کے لیے الگ وطن حاصل کرنے کے لیے جو جدوجہد کی وہ یقیناً قابلِ صد تحسین ہے۔ عام مسلمان نے بھی مال، جان اور عزت داؤ پر لگا دی اور پاکستان کے نام سے الگ وطن حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ہندو اور انگریز سے یہ منوا لیا کہ ہندوستان کے جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہوگی وہ پاکستان کا حصہ بنیں گے۔ اس کامیابی کے بعد مسلم لیگ نے ایک ایسی غلطی کا ارتکاب کیا جس سے بھارت کو کشمیر ہتھیانے میں آسانی ہو گئی وہ غلطی یہ تھی کہ مسلم لیگ نے کانگریس کو یہ تجویز پیش کر دی کہ ہندوستان میں جو ریاستیں ہیں مثلاً حیدر آباد دکن، جونا گڑھ اور کشمیر وغیرہ

جہاں راجوں اور والیان ریاست کی حکومت ہے ان ریاستوں کا فیصلہ کہ وہ پاکستان کے ساتھ الحاق کریں گی یا بھارت کے ساتھ وہاں کے عوام نہیں بلکہ راجے اور والیان ریاست طے کریں گے۔ شاید ان کی نظر حیدر آباد دکن پر تھی جہاں مسلمان اقلیت میں ہونے کے باوجود نظام دکن مسلمان تھا اور وہ ایک امیر کبیر ریاست تھی جس کی دولت نوزائیدہ پاکستان کے اقتصادی مسائل حل کر سکتی تھی۔ لیکن مسلم لیگی قیادت یہ بھول گئی کہ کشمیر میں اگرچہ مسلمان اکثریت میں ہیں لیکن راجہ ہندو ہے۔ لہٰذا کانگریس کو کشمیر میں واردات ڈالنے کا موقع خود مسلم لیگ نے مہیا کر دیا۔ بعد ازاں 1948ء کی وہ جنگ جو قبائلیوں نے میدان جنگ میں جیتی تھی اور کشمیر فتح کرتے ہوئے جموں کے ہوائی اڈے کے قریب پہنچ گئے تھے وہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں ہار دی اور اس ہندو کا اعتبار کر لیا جس کی دھوکہ بازی اور مکاری کو مسلمان ایک ہزار سال سے جانتے تھے۔ سلامتی کونسل کی اس قرارداد سے ہم آج تک اپنا دل بہلا رہے ہیں۔ 1962ء میں جب بھارتی فوجی میدان جنگ میں جوتیاں چھوڑ کر چین کے خوف سے بھاگے جا رہے تھے چین نے پاکستان کو کہا کہ کشمیر خالی پڑا ہے، آپ کی افواج کو واک اوور مل جائے گا۔ یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ یہ وہ وقت تھا جب بھارت کے شکنجے سے کشمیر کو آزاد کروانا انتہائی آسان تھا۔ لیکن ہمارے فیلڈ مارشل نے جو امریکہ سے دوستی پر بڑے اِتراتے تھے، انہوں نے امریکہ کی یقین دہانی کو قبول کر لیا کہ ہند چین جنگ کے بعد مذاکرات سے آپ کو کشمیر دلا دیں گے۔ فوجی ہونے کے باوجود وہ یہ بات نہ سمجھ سکے کہ جس بھارت کی محبت میں امریکہ وہاں اسلحہ کے انبار لگا رہا ہے، وہ کیسے پاکستان کو مذاکرات کے ذریعے کشمیر دلائے گا۔

1965ء میں ہم نے ہوم ورک کیے بغیر اور کشمیر کی اندرونی صورت حال کو سمجھے بغیر وہاں درانداز داخل کر دیے جن سے علاقائی لوگوں نے تعاون نہ کیا لہٰذا بیل منڈھے نہ چڑھی اور پاک بھارت جنگ چھڑ گئی ہمیں کشمیر بھول کر پاکستان کی سلامتی کی فکر لاحق ہو گئی اس جنگ نے یہ بھی ثابت کیا کہ منصوبہ بندی اور مناسب طاقت حاصل کیے بغیر کشمیر بھارت سے چھینا نہیں جا سکتا۔ افغانستان میں سوویت یونین شکست و ریخت کا شکار ہوا۔ یقیناً اس کامیابی میں مجاہدین کا حصہ تھا۔ ان کی اس کامیابی سے متاثر ہو کر ہم نے ان مجاہدین کو کشمیر کی راہ دکھائی جبکہ کشمیر اور افغانستان کے حالات میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ لہٰذا وہاں ہونے والی کارروائیوں کو دنیا نے دوسرے ملک میں دراندازی اور دہشت گردی کا ارتکاب قرار دیا۔ اس سے اگرچہ بہت سے بھارتی فوجی جہنم واصل ہوئے لیکن کشمیریوں کے جان و مال کا نقصان کہیں زیادہ ہوا۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ آغاز سے ہی اس بات کے زبردست پرچارک تھے کہ کشمیریوں کو غیر مسلح عوامی تحریک برپا کرنا چاہیے جو عدم تشدد کے فلسفے کو اپنائے، کشمیریوں نے یہ راستہ 1989ء میں اختیار کیا۔ اس تحریک کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور بھارتی حکومت بہت پریشان ہوئی۔ اب دنیا اسے دہشت گردی تسلیم کرنے سے انکاری ہے۔ جولائی 2016ء میں جب برہان وانی کی شہادت ہوئی تو اس تحریک میں زبردست تیزی آ گئی ہے۔ کشمیری کھل کر سامنے آ گئے ہیں۔ موت کا خوف جاتا رہا۔ ظلم نے تحریک میں اور شدت پیدا کر دی ہے۔ کشمیر میں اب بھارت کا ظلم و ستم اور درندگی اس قدر بڑھ چکی ہے کہ اس کے پشتی بان برطانیہ اور امریکہ بھی چیخ اُٹھے ہیں۔ لیکن بھارت کے تیور صاف نظر آ رہے ہیں کہ وہ کشمیریوں کو نیست و نابود کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کشمیر چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ کشمیری ہر شہید کے تابوت کو پاکستان کے پرچم میں لپیٹتے ہیں۔ پاکستان زندہ باد کے نعرے لگاتے ہیں، کشمیر کا اس وقت مقبول ترین نعرہ ’’پاکستان سے رشتہ کیا لا الٰہ الا اللہ‘‘ ہے۔

اب آیئے! اس اہم ترین سوال کی طرف جو ہر پاکستانی سے متعلق ہے۔ اس پر غور کریں کشمیریوں کا نعرہ کہ پاکستان سے ہمارا رشتہ کلمہ طیبہ کی بنیاد پر ہے۔ لیکن اگر پاکستان میں ہی عملی طور پر کلمہ طیبہ نظر نہ آیا، نہ سیاست میں، نہ معاشرت میں، نہ معیشت میں تو پھر وہ اپنا رشتہ کس سے قائم کریں گے؟ کیا قرضوں میں جکڑا ہوا پاکستان؟ کیا داخلی انتشار سے مضمحل پاکستان؟ کیا سپر پاورز سے خوفزدہ پاکستان اہل کشمیر کے لیے کشش رکھے گا؟ وہ ایسے پاکستان سے کیوں الحاق کریں گے یا اُس کا حصہ بنیں گے جس کی سلامتی پر بڑا سوالیہ نشان لگ چکا ہے؟ ذرا چشم تصور سے دیکھیں کہ کیا پاکستان ایک حقیقی اسلامی فلاحی ریاست ہے؟ جس میں قرآن وسنت کو بلا استثناء بالادستی حاصل ہے۔ جس سے ملک کے ہر شعبہ میں عدلِ اجتماعی قائم ہو جاتا ہے۔ پاکستان جنت نظیر ریاست بن جاتی ہے۔ نتیجتاً پاکستان ایک مضبوط و مستحکم ریاست کی صورت میں سامنے آتا ہے تو کیا پھر کشمیریوں کے جذبہ حریت اور پاکستان سے آ ملنے کی خواہش پوری بھارتی فوج بھی روک سکے گی؟ ہرگز نہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ایسی صورت میں کشمیریوں کی یہ تحریک خود بھارت کی سلامتی کو بہالے جائے گی۔ بھارت مجبور ہو جائے گا کہ وہ اپنی مکمل ٹوٹ پھوٹ کو بچانے کے لیے کشمیر سے نکل آئے۔ گویا اہل پاکستان کے کندھوں پر پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے کے حوالہ سے ڈبل بوجھ ہے۔ اسی صورت میں نظریۂ پاکستان کی تکمیل ہوگی اور اسی صورت میں برصغیر کی تقسیم کا نامکمل ایجنڈا پایۂ تکمیل کو پہنچ سکے گا یعنی کشمیر بھارت کے وحشیانہ ظلم و ستم سے نجات پا کر پاکستان کا حصہ بن سکے گا۔ اور اہم ترین بات یہ کہ یہی جدوجہد ان کی اُخروی نجات کا باعث بھی بنے گی۔ ان شاء اللہ

اللہ تعالیٰ کے ذکر کی اہمیت

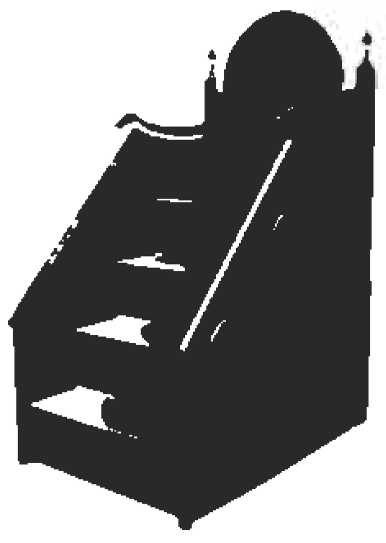

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں رفیق تنظیم اسلامی عبداللہ محمود کے 24 جنوری 2020ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

قارئین! ہمارے ذہن میں یہ بات ہمیشہ مستحضر رہنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کا دن ہمارے لیے عبادت کے لیے مختص کیا ہے اور اس کے اندر کچھ خاص عمل کرنے کے لیے بھی کہا گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی سیرت طیبہ سے ہمیں یہ خاص اعمال کرنے کی ترغیب بھی ملتی ہے اور اس ضمن میں احادیث میں احکام بھی آئے ہیں۔ ان میں سے سب سے اہم نمازِ جمعہ ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:
﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ⑨﴾ ’’اے ایمان والو! جب تمہیں پکارا جائے نماز کے لیے جمعہ کے دن تو دوڑو اللہ کے ذکر کی طرف اور کاروبار چھوڑ دو۔ یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔‘‘ (الجمعہ)

اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کے ذہن میں یہ بات کوئی بوجھ نہ بنے کہ آج جمعہ کا دن ہے تو ہماری روٹین ڈسٹرب ہوگی۔ بلکہ انسان کے دل میں ایک تمنا ہو کہ آج جمعہ کا دن ہے جو کہ ایک خاص دن ہے جس میں ہم نے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور نعمتوں کو حاصل کرنا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تم جمعہ کے دن اذان سنو تو پھر تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو۔ یعنی اس کا خصوصی اہتمام کرو۔ یہاں ﴿فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ کے اندر ایک خصوصی پیغام یہ بھی ہے کہ جمعہ کے دن نماز جمعہ کے علاوہ بھی اللہ کے ذکر کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔ یہاں اس کی خصوصی تلقین اس لیے آئی کہ ہم ہر وقت ایک کیفیت میں رہ نہیں سکتے۔ کبھی ہم ایمان والوں کی صحبت میں ہوتے ہیں تو ہمارا ذہن اور قلب اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہو جاتا ہے لیکن جیسے ہی وہ صحبت ختم ہوتی ہے تو پھر ہم ایسے ہو جاتے ہیں جیسے عام زندگی میں ہوتے ہیں۔ یہ ہم سب کی کیفیت ہے۔ لہٰذا یہاں ذکر اللہ کی خصوصی تلقین اس لیے آئی کہ اگر تم بھول گئے ہو تو ایک ہفتے کے بعد دوبارہ اپنے اس ذکر کو، اپنے اس ماحول کو ٹھیک کر لو۔ اگر تمہارے ذہن پر کچھ پردے یا گرد وغبار آ گیا تھا تو اس کو صاف کر لو۔ اس ضمن میں سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ ہمیں جمعہ کا انتظار ہونا چاہیے اور جمعہ کی نماز کے لیے انسان اپنی روٹین کو ایسے بنائے کہ صرف بھاگ دوڑ کر کے دو رکعت نماز نہ پڑھے بلکہ اس دن اللہ کے ذکر اور اللہ سے اپنے عہد و پیمان کا خصوصی اہتمام بھی کرے۔ کیونکہ اللہ کا ذکر اور تعلق مع اللہ کی مضبوطی ہی وہ چیز ہے جو ہمیں ہر قسم کے فتنہ وفساد، شر اور انتشار سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔ ہمارا ایک ازلی دشمن

مرتب: ابوابراھیم

شیطان بھی ہر وقت اس تاک میں رہتا ہے کہ جونہی انسان اللہ کی یاد سے تھوڑا غافل ہو تو اس کو بہکا کر کسی فتنے میں مبتلا کر دے۔ اس کے علاوہ نفس کی خواہشات اور دنیا کی لذتیں بھی انسان کو گمراہی اور ظلم میں دھکیلنے کا ایک بڑا سبب ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((حجبت النار بالشھوات))

’’جہنم کو خواہشات سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔‘‘

یعنی اگر تم دنیا کی لذات اور شہوات کے پیچھے اپنی زندگی کو برباد کرو گے تو پھر اس کا انجام جہنم کی آگ ہوگی۔ اور:

((وحجبت الجنة بالمکارہ))

’’جنت کو مشکلات سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔‘‘

اللہ کا ذکر، اللہ کی بندگی اور اللہ کے دین کے راستے میں جہاد کرنا اگرچہ انسان کو مشکل لگتا ہے اور جلدی سے دل اس طرف مائل نہیں ہوتا مگر حقیقت میں انہی مشکلات کے بعد جو حتمی منزل ہے وہ اللہ تعالیٰ کے وہ انعامات جن کو جنت کہا گیا ہے۔

ذکر کے ضمن میں دو اور ایسے کام ہیں جن کے کرنے کا ہمیں خاص طور پر کہا گیا ہے۔ ان میں سے ایک تلاوتِ قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت ہر بندہ مومن کے روز کا معمول ہونا چاہیے۔ کم سے کم ایک پارہ، آدھا پارہ یا حفظ، لیکن ہم لوگوں نے اس کے بارے میں سوچنا ہی چھوڑ دیا۔ احادیث میں جمعہ کے دن سورۃ الکہف کی تلاوت کی خاص تاکید آئی ہے لیکن ہم میں سے کتنے ہیں جن کو سورۃ الکہف زبانی یاد ہوگی؟ اگر انسان کو یاد ہو تو صرف پندرہ منٹ لگتے ہیں نہ یاد ہو تو پڑھنے کا وقت نکالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر یہ پوری تلاوت نہیں کر سکتے تو پہلی دس اور آخری دس آیات تلاوت کر لو۔ لیکن ہمیں تو یہ بھی یاد نہیں رہا کہ جمعہ کے دن یہ بھی کرنے کا کام ہے۔

تیسری چیز جس کا جمعہ کے روز خاص طور پر اہتمام کرنے کا کہا گیا ہے وہ ہے کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنا۔ رسول ﷺ محسن انسانیت تو ہیں ہی لیکن ہمارے وہ خصوصی محسن ہیں۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کے وسیلے سے ہم نے اللہ کو پہچانا، اللہ کے دین کو پہچانا اور حقیقی زندگی کی کامیابی کا راز ملا۔ اس سے بڑا اور کیا احسان ہو سکتا ہے۔ ورنہ ہم تو اس دنیا کی زندگی کو ہی اصل زندگی سمجھ بیٹھے تھے اور اصل زندگی اور اس میں کامیابی کے تقاضوں کو جانتے ہی نہیں تھے۔ آپ ﷺ نے ہمیں راستہ دکھایا۔ آپ ﷺ نے ہمیں دین سکھایا اور آپ ﷺ کے ذریعے ہی آج ہم مسلمان ہیں۔ لہٰذا کثرت درود شریف آپ ﷺ سے ہمارے تعلق کا بھی ایک ذریعہ ہے اور باعث ثواب بھی

ہے۔ یہ سب چیزیں ذکر میں شامل ہیں اور ذکر اس چیز کی بھی یاددہانی ہیں کہ ہماری زندگی کا کوئی مقصد بھی ہے اور اس کے کچھ تقاضے بھی ہیں۔ ان میں سے ایک بڑا تقاضا یہ بھی ہے کہ ہم دوسروں کو بھی دین کی دعوت دیں۔ سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات بڑی خوبصورت ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں؛

﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝۶﴾ ”تو (اے نبی ﷺ!) آپ شاید اپنے آپ کو غم سے ہلاک کرلیں گے ان کے پیچھے اگر وہ ایمان نہ لائے اس بات (قرآن) پر۔“

جس طرح نبی اکرم ﷺ مشرکین کے ایمان نہ لانے سے اتنے پریشان اور مضطرب رہتے تھے کیا آج ہم بھی اس طرح پریشان ہوتے ہیں؟ ہم تو اللہ کے رسول ﷺ کے ماننے والے ہیں۔ سب کے دل میں یہ تڑپ ہونی چاہیے کہ لوگوں کو گمراہی سے نکالا جائے، انہیں جہنم کی آگ سے بچایا جائے۔ جیسے اللہ کے رسول ﷺ فرماتے تھے کہ: لوگو! میں دیکھ رہا ہوں کہ سامنے جہنم ہے اور تم اس کی طرف بھاگے چلے جاتے ہو اور میں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کے واپس لانے، بچانے کی کوشش کرتا ہوں۔“ آج عام مسلمان تو کیا منبروں پر بیٹھ کر وعظ کرنے والوں کو اس کی کتنی تڑپ ہے کہ انسانوں کو گمراہی کی دلدل سے نکالا جائے؟ ہر مسلمان کے دل میں ایسی تڑپ کا ہونا ایمان اور دین کا تقاضا ہے۔ دین کی دعوت دینا صرف مولویوں کا کام نہیں ہے۔ ہم اللہ کے رسول ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے ہیں تو ہم میں سے ہر شخص کو داعی ہونا چاہیے۔ یہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((خیر کم من تعلم القرآن و علمه)) ”تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے“۔

ہر مسلمان کو حکم ہے کہ قرآن کے لیے وقت نکالو، اسے سیکھو اور پھر دوسروں تک اس ہدایت کو پہنچاؤ۔ یہ دین کا تقاضا ہے لیکن آج ہماری ترجیحات میں صرف دنیا شامل ہے، دین شامل ہی نہیں ہے۔ آگے فرمایا:

﴿اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا﴾ ”یقیناً ہم نے بنادیا ہے جو کچھ زمین پر ہے اسے اس کا بناؤ سنگھار“

اگر دنیا میں کشش نہ ہوتی تو دنیا کے اندر فتنہ اور آزمائش کیوں ہوتی۔ مال، اولاد، کیرئیر وغیرہ ان سب میں کشش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”(اے نبی ﷺ! ان سے) کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں (اور بیویوں کے لیے شوہر)، تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے بہت محنت سے کمائے ہیں، اور وہ تجارت جس کے مندے کا تمہیں خطرہ رہتا ہے، اور وہ مکانات جو تمہیں بہت پسند ہیں، (اگر یہ سب چیزیں) تمہیں محبوب تر ہیں اللہ، اس کے رسول اور اس کے رستے میں جہاد سے، تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ سنا دے۔“ (التوبہ:24)

جہاد سے مراد اللہ کے دین کے لیے جدوجہد کرنا ہے۔ سب سے مشکل چیز جو انسان نے قربان کرنا ہے وہ اس کا وقت ہے۔ وقت دے کر ہی انسان سیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ سب سے پہلا سوال تم سے اسی چیز کا ہوگا اور اسی کے بارے میں سورۃ العصر میں یہ سخت تنبیہ بھی کردی گئی کہ:

﴿وَالْعَصْرِ ۝۱﴾ ”زمانے کی قسم ہے۔“

ایک لمحہ جو ہم نے اس وقت بتایا آئندہ کبھی نہ آئے گا۔

﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝۲﴾ ”یقیناً انسان خسارے میں ہے۔“

انسان کو بتا دیا گیا کہ تیری مہلت ختم ہونے والی ہے۔ اگر اس مہلت سے فائدہ نہ اُٹھایا تو سخت گھاٹے میں چلا جائے گا۔

﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝۳﴾ ”سوائے اُن کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اور انہوں نے ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی اور انہوں نے باہم ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔“

اگر دائمی خسارے سے بچنا ہے تو چار کام کرنے پڑیں گے۔ ایمان، عمل صالح، تواصی بالحق، تواصی بالصبر۔

پریس ریلیز 31 جنوری 2020ء

ٹرمپ کا ”مشرق وسطیٰ امن منصوبہ“ درحقیقت فلسطینی مسلمانوں کے خلاف صیہونیت گردی ہے

حافظ عاکف سعید

یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ 28 جنوری 2020ء کو صدر ٹرمپ نے وائٹ ہاؤس میں اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو کی موجودگی میں جو امن منصوبہ پیش کیا ہے وہ ڈیل آف سینچری نہیں بلکہ فلسطینی مسلمانوں کو مزید دبانے اور ظلم وستم کا شکار کرنے کی ایک بھیانک سازش ہے۔ اس منصوبے میں یروشلم کو یہودی ریاست اسرائیل کا غیر منقسم دارالحکومت قرار دیا گیا ہے اور مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ وہ ارض مقدس کے حوالے سے اپنے ماضی کو بھول جائیں اور اسرائیل کی بالادستی کو قبول کریں بصورت دیگر اس علاقے سے نکل جائیں۔ امیر تنظیم نے کہا کہ جدید تاریخ میں اقوام کی سطح پر عالمی اور اخلاقی قوانین کی اس درجہ پر پامالی کی مثال نہیں ملتی۔ اُنھوں نے اس معاملے میں مسلمان حکمرانوں اور خاص طور پر عرب ممالک کی خاموشی کو مجرمانہ قرار دیا۔

5 فروری کو یومِ یکجہتی کشمیر منانے کے حوالے سے اُنھوں نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ مودی سرکار نے جو شہریت بل قانون ساز اسمبلی سے منظور کروایا ہے اُس کے نتیجے میں پورا بھارت وہاں کے مسلمانوں کے لیے مقبوضہ کشمیر کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ گویا اب مقبوضہ کشمیر ہی نہیں پورا بھارت مسلمانوں کے لیے ایک جیل کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ بی جے پی کی متعصب حکومت درحقیقت یہ چاہتی ہے کہ بھارت کے مسلمانوں کی زندگی اِس حد تک اجیرن کر دی جائے کہ اُن کا بھارت میں رہنا ممکن ہی نہ رہے۔ گویا وہ اپنے اِس نعرے کو عملی جامہ پہنانا چاہتی ہے کہ ”مسلمان کے دو استھان پاکستان یا قبرستان“۔ اُنھوں نے کہا کہ مودی کی اِس ہرزہ سرائی کو سنجیدگی سے لینے کی ضرورت ہے کہ وہ پاکستان کو دس روز میں ختم کر سکتے ہیں، لہٰذا پاکستان کو بھارت کے بُرے عزائم سے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ اگرچہ جغرافیائی سرحدوں کو محفوظ اور مستحکم کرنا بھی وقت کی ضرورت ہے، لیکن حکومت کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے بغیر جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی)

یہی جہاد ہے اور اسی بنیاد پر آزمائش ہورہی ہے:

﴿لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً ط﴾ (ہود:7)

’’تاکہ تمہیں آزمائے کہ کون ہے تم میں سے اچھے عمل کرنے والا‘‘

اللہ کے ہاں اعمال صالح کو دیکھا جاتا ہے، کثرت تعداد کو نہیں۔ آج دنیا میں مسلمان تعداد کے لحاظ سے بھی زیادہ ہیں، وسائل اور دولت کے لحاظ سے بھی اور علاقے بھی سب سے زیادہ مسلمانوں کے پاس ہیں لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑ رہا۔ صاف نظر آرہا ہے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں، دنیا کے سامنے ہماری کیا اوقات ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ ہم دنیا کی دوڑ میں لگے ہوئے ہیں اور جو اصل کام ہیں ان کو بھولے ہوئے ہیں۔ اس کے برعکس جب یہی مسلمان تعداد میں تھوڑے تھے تو دنیا پر بھاری تھے اس لیے کہ اس وقت ان کی ساری دوڑ دین کے لیے تھی۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا آدھا سامان لے کر آرہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ آج میں ابوبکر ؓ سے بازی لے گیا۔ لیکن سیدنا ابوبکر صدیق ؓ گھر کا سارا مال لے کر آئے تو نبی اکرم ﷺ نے سوال کیا کہ آپؓ گھر میں کیا چھوڑ کر آئے ہیں؟ فرمایا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو۔ یہ اسی خلوص اور انہی اعمال کی برکت تھی کہ مسلمان قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود ساری دنیا پر بھاری تھے اور ان کے اعمال کو دیکھ کر ہی دنیا اسلام میں داخل ہورہی تھی۔ آج ہم کیا ہیں، جھوٹ، بدعہدی، خیانت اور کون کون سی برائیاں ہیں جو ہم میں نہیں ہیں۔ حالانکہ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی ہمیں خطاب کرتے تو فرماتے: ’’جس شخص میں امانت نہیں اس کا ایمان ہی نہیں، اور جس شخص کا عہد نہیں اس کا کوئی دین ہی نہیں۔‘‘

آج اس حدیث کی روشنی میں ہم اپنے ایمان کو چیک کر سکتے ہیں۔ ظاہر ہے ہم جتنے ایماندار ہوں گے اتنے ہی لوگ ہم سے متاثر ہوں گے اور ہم جتنے زیادہ عہد کے پاسدار ہوں گے اتنے ہی لوگ ہماری طرف دیکھیں گے وگرنہ آج ہمارے ساتھ دنیا کا رویہ جس طرح کا ہے وہی رہے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ’’منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ کہے، جب وعدہ کرے تو اس کا خلاف کرے اور جب اس کو امانت دار سمجھا جائے تو خیانت کرے۔‘‘

اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا: کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟ فرمایا: ہوسکتا ہے۔ پوچھا گیا: کنجوس ہوسکتا ہے؟ فرمایا: ہوسکتا ہے۔ پوچھا جھوٹا ہوسکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ مومن ہو اور وہ جھوٹا ہو یہ ہو نہیں سکتا۔ لیکن آج ہم مزے لے کر جھوٹ بولتے ہیں اور کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ کہتے ہیں آٹے کا بحران ہے حالانکہ گندم میں ہم خود کفیل ہیں، پھر بحران کیسے آگیا؟ اصل بات یہ ہے کہ دنیا کمانے کے لیے جھوٹ بول رہے ہیں۔ حالانکہ ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ کسی بچے کے ساتھ بھی جھوٹ نہ بولا جائے۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ ایک خاتون بچے کو کہہ رہی ہے کہ میرے پاس آؤ میں تجھے کوئی چیز دوں گی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارے پاس اس کو دینے کے لیے کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا: ہاں! اگر وہ آئے گا تو میں اس کو کھجور دوں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو ٹھیک ہے لیکن اگر تم نے اسے ایسے ہی بلایا ہوتا تو تمہارے نام جھوٹ لکھا جاتا۔‘‘ جبکہ ہمارے ہاں جھوٹ کو تفریح کے طور پر بھی بولنے کا رواج ہے۔ حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے اس کے اوپر بہت بڑی وعید سنائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کے لیے دردناک عذاب ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ جھوٹ کسی صورت میں بھی نہیں بولنا چاہیے سوائے ان ناگزیر حالات کے جن میں اسلام نے اجازت دی ہے۔ اس حوالے سے ایک مثال موجود ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جس وقت دوران ہجرت آپ ﷺ کے ہمراہ تھے تو قریش کے لوگ ان کو ڈھونڈ رہے تھے۔ کسی جگہ ایک شخص نے ان کو دیکھ لیا۔ وہ شخص ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہچانتا تھا لیکن نبی اکرم ﷺ کو نہیں پہچانتا تھا۔ اس نے سیدنا ابوبکر صدیق ؓ سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اب ظاہر ہے یہاں پر جان بچانے کا مسئلہ تھا تو آپؓ نے بڑی خوبصورت بات کہی کہ یہ ایک شخص ہے جو مجھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔ بات تو یہ بھی خلاف واقعہ نہیں تھی۔ اگر کوئی واقعتاً نیک نیتی کے ساتھ کام کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ پھر بات سجھا دیتا ہے۔

> یہ زندگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہے اور اس آزمائش کے حوالے سے اپنی تیاری کرنے کا سب سے بڑا ہتھیار ہمارے پاس اللہ کا ذکر ہے

ہمارے ہاں کرائے کے گواہ کچہریوں میں مل جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ جب کوئی جھوٹی گواہی دی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا عرش ہل جاتا ہے۔

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ بڑے بڑے گناہ کون سے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کو چھوڑ دینا، بے گناہ کو قتل کرنا، جھوٹی گواہی دینا، جھوٹی گواہی دینا، جھوٹی گواہی دینا۔‘‘

یعنی آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ دہرایا کہ جھوٹی گواہی دینا بڑا گناہ ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جھوٹی گواہی دینا کتنا بڑا گناہ اور ناپسندیدہ عمل ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے کے اندر یہ کس طرح ایک وباء بن چکی ہے۔

اسی طرح وعدہ خلافی، بددیانتی، خیانت وغیرہ بھی بڑے گناہ ہیں۔ خیانت صرف یہ نہیں ہے کہ کسی نے آپ کے پاس سو روپے رکھ دیے تو آپ نے واپسی پر نوے روپے دیے بلکہ خیانت کا بڑا وسیع مفہوم ہے۔ آپ نے کسی جگہ ملازمت اختیار کی ہے جہاں آپ نے آٹھ گھنٹے کام کرنا ہے لیکن اگر آپ نے اس ٹائم میں کوئی ڈنڈی ماری اور پورا ٹائم نہ دیا تو یہ بھی خیانت میں شمار ہوگا۔ یہ ساری عملی باتیں ہیں ان کا صرف درس دینا مطلوب نہیں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کیا ہے کہ تم ہر چیز میں عمدگی لے کر آؤ۔

حاصل کلام: یہ زندگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہے، اس میں ہم مستقل آزمائش کے اندر ہیں اور اس آزمائش کے حوالے سے اپنی تیاری کرنے کا سب سے بڑا ہتھیار ہمارے پاس اللہ کا ذکر ہے۔ یہ جمعہ کا دن، جمعہ کی نماز، اور اس کے اندر جو بھی وعظ و نصیحت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والی چیز ہے۔ اس لیے اس کی طرف ہمارا رجحان ہونا چاہیے۔ اس لحاظ سے جمعہ کا دن ہمارے لیے اللہ کی طرف سے خاص عنایت ہے کہ اس دن ہم دنیوی مشاغل سے کچھ وقت کے لیے فراغت حاصل کرکے اپنے تزکیہ و تذکیر کا اہتمام کریں۔

ان سب باتوں کے حوالے سے ہمارے اندر جو شخصی کوتاہیاں ہیں، اخلاقی اور ذہنی بیماریاں ہیں، سب کو اللہ کے رسول ﷺ نے نفاق کے اندر بریکٹ کیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس سے اپنے آپ کو بچانے کی شعوری طور پر کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

ہماری اسمبلیوں میں بیٹھے جاگیرداروں اور صنعت کاروں کے اپنے مشترکہ کاروباری مفادات ہیں اور انہی مشترکہ مفادات کو مدنظر رکھ کر ہی وہ پالیسیاں بناتے ہیں جس سے بحران پیدا ہوتے ہیں اور ملک اور قوم کو نقصان پہنچتا ہے: بریگیڈیئر (ر) غلام مرتضیٰ

IMF، ورلڈ بینک، فوربز اور دیگر معاشی ماہرین کا بہت پہلے سے یہ کہنا تھا کہ 2020ء میں کساد بازاری آنے والی ہے: رضاء الحق

پاکستان میں آٹے کے بحران پہلے بھی آئے ہیں لیکن تحقیقات نہ ہونے کی وجہ سے یہ دوبارہ آتے ہیں: حسن صدیق

آٹے کا بحران اور مہنگائی : پس پردہ حقائق کے موضوعات پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: وزیراعظم صاحب نے کہا ہے کہ میرے خلاف پہلے دن سے سازشیں ہو رہی ہیں، لبرل اور انتہا پسند میرے خلاف ہیں اور روایتی میڈیا ان کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ آپ کے خیال میں ان کا یہ تاثر کس حد تک درست ہے اور ایسی سازشیں کون کر رہا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : میڈیا اس دور میں ایک مضبوط ادارے کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ بالخصوص الیکٹرانک میڈیا بہت طاقتور بن چکا ہے۔ میڈیا رائے عامہ ہموار کرنے میں ٹھوس کردار ادا کرتا ہے۔ وزیراعظم صاحب کا یہ کہنا کہ میڈیا میرے پیچھے پڑ گیا ہے درست نہیں ہے کیونکہ پاکستان کے میڈیا نے ہی عمران خان اور تحریک انصاف کا ایک امیج بنایا تھا۔ سیاست میں آنے سے پہلے بھی بطور کرکٹر وہ میڈیا میں ایک celebrity کی حیثیت رکھتے تھے اور بعد میں بھی، ان کی شخصیت کو میڈیا نے جلا بخشی۔ پھر سیاست میں آنے کے بعد بھی میڈیا کی طرف سے عمران خان کو بہت فیور ملا ہے۔ لیکن جب کوئی حکومت میں آتا ہے تو پھر میڈیا کا یہ کردار ہوتا ہے کہ وہ حکومتی کمزوریوں اور خامیوں کی نشاندہی کرے تاکہ حکومت ملک میں صحیح اقدامات کر سکے۔ اگر میڈیا عمران خان پر یہ تنقید کر رہا ہے کہ حکومت میں آنے سے پہلے آپ کے یہ دعوے تھے اور اب آپ نے یوٹرن لے لیا ہے تو اسے دشمنی نہیں سمجھنا چاہیے کیونکہ ان کی ساری باتیں ریکارڈ پر ہیں اور وہ ان سے انکار نہیں کر سکتے۔ پھر اگر وہ سمجھتے ہیں کہ میڈیا حکومت سے زیادہ اپوزیشن کو ترجیح دے رہا ہے تو میرے خیال میں یہ بھی حقیقت نہیں ہے کیونکہ اپوزیشن اس وقت متحد ہونے کی بجائے تتر بتر نظر آتی ہے اور میڈیا اپوزیشن کو بھی ٹف ٹائم دے رہا ہے۔ یعنی اس وقت میڈیا سب کی برائیاں بتا رہا ہے اور سب کی کمزوریاں سامنے لا رہا ہے۔ عمران خان کی حکومت کو ڈیڑھ سال ہو چکا ہے اب ان کی کارکردگی کا جائزہ لیا جا سکتا ہے اور اس کو اپنے لیے وہ مخالفت نہ سمجھیں۔ ان کو چاہیے کہ وہ میڈیا کی تنقید کو مثبت انداز میں لیں اور اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ بہرحال اس وقت میڈیا ان کو ٹارگٹ نہیں کر رہا ہے۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال : لبرلز اور انتہا پسند حکومت کے کس طرح مخالف ہیں؟

رضاء الحق : آج دنیا میں یہ ٹرینڈ بن چکا ہے کہ اپنی حکومت کے غلط اقدامات کو چھپانے کے لیے اس طرح کی باتوں کا سہارا لیا جاتا ہے۔ عمران خان، ٹرمپ، مودی وغیرہ سارے اسی طرح کی باتیں کرتے ہیں کہ میڈیا ہمارا دشمن ہے۔ پاکستان میں بیڈ گورننس کی پوری ایک تاریخ ہے۔ بیڈ گورننس میں پہلی چیز کرپشن ہوتی ہے۔ کرپشن میں اوپر والے طبقے سے لے کر نیچے والے طبقے تک سب ملوث ہوتے ہیں بلکہ جو آدمی بھی اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرتا وہ بھی کرپشن کی فہرست میں آ جاتا ہے۔ بیڈ گورننس میں دوسری چیز یہ ہوتی ہے کہ جن لوگوں کو وزارتیں دی جاتی ہیں وہ اہل نہیں ہوتے اور نہ ان میں کام کو پورا کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ کوئی بہتر حکمت عملی نہیں بنا سکتے کہ جس کی وجہ سے حکومت اپنی کارکردگی دکھا سکے۔ اس وقت ملک میں مہنگائی کا بحران آیا ہوا ہے لیکن ہماری اکنامک کوآرڈینیشن کمیٹی کے لوگوں میں اتنی اہلیت نہیں ہے کہ وہ اس کو کنٹرول کر سکیں۔ پہلے اسد عمر کو ہٹایا گیا اور ان کی جگہ حفیظ شیخ کو لایا گیا جس نے گزشتہ بیس سالوں میں معیشت کو نقصان ہی پہنچایا ہے۔ حفیظ شیخ پہلے مصر میں تھے تو وہاں کی معیشت کا بیڑا غرق کیا۔ اب یہاں بھی وہی کچھ ثابت ہو رہا ہے۔ ان سب چیزوں نے بیڈ گورننس کو ظاہر کر دیا ہے اور یہ بات عیاں ہو چکی ہے کہ تحریک انصاف نے جو منشور دیا تھا اس کے بالکل برعکس کام ہو رہا ہے۔ ایسی صورتحال میں ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ اپنی ساکھ بچانے کے لیے دوسروں کو مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے اور یہی کچھ وزیراعظم صاحب بھی کر رہے ہیں۔

سوال : موجودہ حکومتی معاشی پالیسیوں کی بدولت کیا پاکستان معاشی خود کفالت کی طرف بڑھ پائے گا؟

حسن صدیق : اس سوال کا واضح جواب وقت گزرنے کے ساتھ ہی ملے گا۔ لیکن ہمارے حکمرانوں کا دعویٰ ہمیشہ یہی رہا ہے کہ ہم نے کشکول توڑ دیا ہے۔ موجودہ حکومت جب برسر اقتدار آئی تو ان کے دعوؤں سے یہی لگتا تھا کہ اب پاکستان میں آزاد معاشی پالیسی بنائی جائے گی کیونکہ اس حکومت کے پہلے وزیر خزانہ ایک پاکستانی ملٹی نیشنل کمپنی کے CEO تھے اور ان کا تعلق غیر ملکی اداروں سے نہیں تھا۔ اس سے پہلے جو بھی ہمارا وزیر خزانہ بنتا تھا وہ آئی ایم ایف یا ورلڈ بینک کا ملازم ہوتا تھا۔ اگر ہم اس حکومت کا موازنہ اس کے وعدوں اور دعوؤں کے ساتھ کریں تو یہ حکومت بہت بری طرح ناکام ہوئی ہے۔ کیونکہ موجودہ حکومت نے بھی آتے ہی وہی پالیسی اختیار کی جو پچھلے حکمران اختیار کیے ہوئے تھے۔ پھر ہمارے وزیراعظم کا بیان آیا کہ ہمیں کچھ عرصے کے لیے مشکل وقت کاٹنا ہوگا۔ وہ مشکل وقت قوم نے کاٹا لیکن اس کے باوجود پھر ہماری معیشت آئی ایم ایف کے پاس چلی گئی

جس کے بعد حکومت نے مزید مشکل فیصلے لیے اور قوم مزید مشکل میں پھنس گئی۔ اس وقت جو معاشی سیٹ اپ بنایا گیا ہے اس کے متعلق حکومت کا دعویٰ ہے کہ آئی ایم ایف نے اپنی تازہ رپورٹ میں ہماری تعریف کی اور ایف اے ٹی ایف سے بھی مثبت اشارے مل رہے ہیں کہ پاکستان اس کی grey list سے نکل جائے گا لیکن بدقسمتی سے بہتر معاشی پالیسی کے اثرات عوام تک نہیں پہنچے۔ اس وقت ہمارا انٹرسٹ ریٹ ایشیا میں چوتھے نمبر (13.25%) پر ہے۔ اور صرف جن ممالک پر زیادہ پابندیاں لگی ہوئی ہیں ان کا انٹرسٹ ریٹ ہم سے زیادہ ہے۔ اس حوالے سے ہماری حالت اچھی نہیں ہے لیکن ابھی تک macro economic indicators اچھے ہیں۔ اب حکومت کے پاس بہترین موقع ہے کہ وہ اس کو مائیکرو اکنامک انڈیکیٹرز میں ٹرانسلیٹ کرے اور جلد از جلد عوام کو ریلیف دے۔ اصل میں جب انٹرسٹ ریٹ بڑھتا ہے تو ملک میں اکنامک سرگرمی بالکل سٹینڈسٹل (still) پر چلی جاتی ہے۔ لہٰذا بہت مشکل لگ رہا ہے کہ آئندہ کچھ عرصے میں عوام کو ریلیف ملے گا۔ بالخصوص جو آئی ایم ایف کا پروگرام ہے اس کے مطابق یہ ناممکن ہے۔ البتہ مستقبل میں حکومت آئی ایم ایف کے چنگل سے کیسے نکلتی ہے یہ وقت بتائے گا۔ کیونکہ کئی ملک ایسے ہیں جو آئی ایم ایف کے چنگل سے نکلے ہیں جیسے ساؤتھ کوریا وغیرہ۔ لیکن ابھی تک پاکستان ایک وشس (vicious) سرکل میں گھومتا جا رہا ہے۔

سوال : عوام کو فائدہ کب ملے گا؟

حسن صدیق : حکومت کہہ رہی ہے کہ اس میں تھوڑا وقت لگے گا لیکن اس کے لیے جو کوشش اگر کی بھی جا رہی ہے تو اس کا اثر ابھی نظر نہیں آ رہا۔ اصل میں پاکستان کی معاشی تاریخ میں یہ ایک روایت رہی ہے کہ ہر نئی حکومت کے پہلے ایک دو سال بہت زیادہ انفلیشن رہی ہے۔ 1997ء میں جب نواز شریف کی حکومت بنی تو اس وقت یہ انفلیشن 11.8 فیصد تک رہی تھی۔ 2008ء میں جب آصف زرداری کی حکومت بنی تو یہ انفلیشن 25 فیصد تک بڑھ گئی۔ اس کے بعد نون لیگ حکومت میں یہ انفلیشن 10 فیصد تک رہی۔ موجودہ حکومت میں یہ 12.5 فیصد تک ہے۔ اس انفلیشن میں نئی حکومت کا کوئی قصور نہیں ہوتا کیونکہ پچھلی حکومت الیکشن کے سال میں بہت زیادہ سبسڈیز دیتی ہے اور معاشی پالیسی اس طرح بناتی ہے کہ وہ ڈالر کو depreciate نہیں ہونے دیتی جس کی وجہ سے آنے والی حکومت پر بوجھ بڑھ جاتا ہے۔ لیکن موجودہ حکومت بڑے دعووں کے بعد آئی ہے لہٰذا اس کو چاہیے کہ اپنی کارکردگی کے ذریعے عوام کو ریلیف پہنچائے۔ اس حوالے سے اگلے چھ مہینے حکومت کے لیے آزمائش سے پُر ہوں گے۔ اگر انہوں نے بجٹ میں عوام کو واضح طور پر ریلیف نہ دیا تو آگے ان کے لیے بہت زیادہ مشکلات کھڑی ہو سکتی ہیں۔

سوال : آٹے کے موجودہ بحران کا ذمہ دار کون ہے؟

حسن صدیق : اس میں واضح طور پر نظر آتا ہے کہ پلاننگ کا فقدان ہے اور اس بحران کی ذمہ دار صرف وفاقی حکومت نہیں ہے بلکہ صوبائی حکومتیں بھی ہیں۔ اٹھارویں ترمیم کے بعد خوراک کے سارے معاملات صوبائی حکومت دیکھتی ہے۔ پاکستان پچھلے دو تین سال سے گندم ایکسپورٹ کر رہا ہے۔ حالیہ سال میں بھی پاکستان نے ایکسپورٹ کی ہے۔ حالانکہ جولائی میں ای سی سی نے ایکسپورٹ پر پابندی لگا دی تھی کیونکہ ان کے مطابق پاکستان میں گندم کی پیداوار اس دفعہ زیادہ نہیں تھی لہٰذا اس نے انتباہ کیا تھا کہ اس سال آٹے کی قلت ہو سکتی ہے۔ لیکن پھر بھی 48 ہزار میٹرک ٹن گندم ایکسپورٹ کی گئی۔ یہ کس کی اجازت سے ہوئی؟ کون اس کا ذمہ دار ہے؟ اس کی ضرور تحقیقات ہونی چاہئیں۔ پھر یہ کہ جہانگیر ترین کو عدالت نے نااہل قرار دیا ہے لیکن وہ پاکستان کی معاشی پالیسی کے حوالے سے بڑے فیصلے لے رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم تین لاکھ ٹن گندم امپورٹ کرنے جا رہے ہیں۔ حالانکہ امپورٹ اور ایکسپورٹ حکومتی ادارے ٹریڈنگ کارپوریشن کا کام ہے لیکن یہ امپورٹ ایکسپورٹ اس کے تحت نہیں ہو رہی بلکہ پرائیویٹ کمپنیز کے ذریعے ہو رہی ہے۔ پھر ECC نے فیصلہ کیا ہے ہم GIDC ختم اور کھاد 4 سو روپیہ فی بوری سستی کر رہے ہیں جس سے کسانوں کو فائدہ ہوگا لیکن بنیادی طور پر یہ فائدہ آپ ان صنعت کاروں کو بھی دے رہے ہیں جو کھاد بناتے ہیں اور وہ بہت بڑا مافیا ہے۔ حکومت کو چاہیے تھا کہ وہ کوئی ایسی پالیسی دیتی جس سے یہاں کی پیداوار بڑھتی اور پاکستان کھاد کو امپورٹ کرتا تاکہ اس کی دستیابی آسان ہوتی اور مارکیٹ میں ڈیمانڈ کے مطابق اس کی قیمت کم ہوتی۔ بہرحال میں یہی کہوں گا کہ آٹے کے بحران کے حوالے سے انوسٹی گیشن ہونی چاہیے کیونکہ پاکستان میں ایسے بحران پہلے بھی چلتے آئے ہیں لیکن انوسٹی گیشن نہ ہونے کی وجہ سے یہ دوبارہ آ جاتے ہیں۔

سوال : موجودہ معاشی صورت حال سے نجات پانے کے لیے لائحہ عمل کیا ہے؟

رضاء الحق : اس وقت مہنگائی پاکستان کا کوئی انفرادی معاملہ نہیں ہے بلکہ یہ دنیا کی مہنگائیوں سے جڑی ہوئی ہے۔ پاکستان میں میکرو اکنامک انڈیکیٹرز قدرے بہتر ہوئے ہیں البتہ مائیکرو اکنامک انڈیکیٹرز کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ 1945ء میں جب آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک بنے تھے تو کیپٹلزم کا ایک اکنامک آرڈر سامنے آیا تھا جو کہ آج تک چل رہا ہے۔ یہ بات بہت عرصے سے چل رہی ہے کہ 2020ء میں کساد بازاری (recession) آنے والی ہے اور یہ صرف آئی ایم ایف اور فوربز نے ہی نہیں کہا تھا بلکہ معاشی ماہرین اور ورلڈ بینک نے بھی یہ بات کہی تھی بلکہ اب تو مختلف ممالک بھی یہی کہہ رہے ہیں۔ امریکہ اور یورپ کی معیشت تو نیچے جا رہی ہے، چین اور انڈیا کی معیشت کا گروتھ ریٹ گرا ہے۔ ایسی صورتِ حال میں اصل سوال یہ ہے کہ بہتری کے لیے کیا کیا جائے۔ ورلڈ اکنامک فورم کی پچاسویں سالگرہ آنے والی ہے جس کا اجلاس ڈیووس میں ہو رہا ہے۔ اسلام کو سامنے رکھیں تو قرآن پاک میں معیشت کے لیے چار چیزوں سے منع کیا گیا ہے۔ ایک ربا (سود) جو معاشی برائیوں کی جڑ ہے۔ تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے ہم اس کے خلاف بہت زیادہ آواز اٹھاتے ہیں اور آئینی حدود میں رہ کر ہم کوششیں کرتے رہے ہیں کہ اس ملک سے سود کا خاتمہ ہو۔ دوسری خرابی کی جڑ ذخیرہ اندوزی ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔ تیسری سٹہ بازی ہے جو اسلام میں حرام ہے۔ اور چوتھی یہ کہ دولت کا ارتکاز چند ہاتھوں میں نہ ہو۔ ان چار چیزوں کو سامنے رکھیں تو چوتھی بات اس سے جڑتی ہے کہ دولت کا ارتکاز چند ہاتھوں میں نہ ہونے دیا جائے کیونکہ اگر دولت چند ہاتھوں میں گردش کرے گی تو پھر ملک میں مافیاز بننے شروع ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں چینی، چاول، گندم، سٹاک مارکیٹ پر مافیاز کی گرفت ہے۔ یہ مافیاز آگے چل کر اداروں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں جس سے بیوروکریسی بھی مافیا کی ایک شکل بن جاتی ہے۔ اسی طرح بینچ اینڈ بار کی علیحدہ مافیا ہوتی ہے، ڈیفنس کی ایک علیحدہ مافیا بن جاتی ہے۔ ان مافیاز کے پیچھے سیاسی جماعتیں ہوتی ہیں جو انہیں اپنے سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ ایسے لگتا ہے کہ پارلیمنٹ انڈسٹری بن چکی ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ یہ کیپٹل اکانومی ہے، یہ مارکیٹ اکانومی ہے، یہاں فری competition ہوتا ہے جسے آپ فری مارکیٹ کہتے ہیں لیکن اصل میں دنیا میں کوئی

فری مارکیٹ اپنا وجود نہیں رکھتی۔ کیونکہ ساری دنیا آج کل وار زونز میں بدل چکی ہے، چاہے وہ تجارت کی صورت میں ہو، چاہے وہ ملٹری کی صورت میں ہو۔ ہر جگہ حکومت بھی ملوث ہوتی ہے تو مافیاز بنتے ہیں۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے لیکن ہم نے اپنی اکانومی کے بنیادی ڈھانچے میں اس کے مطابق کوئی اصلاحات بھی نہیں کیں اور نہ ہی ہم نے صنعتی ترقی کے لیے قدم آگے بڑھائے۔ زراعت کے معاملے میں ہم سے بنگلہ دیش، مصر وغیرہ جیسے ممالک آگے نکل گئے ہیں۔ ہم اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ اپنی زرعی پیداوار کو کسی پیکج کی شکل میں دنیا میں بھیج سکیں تاکہ دنیا میں اس کی اہمیت بڑھے اور ہمیں اپنی برآمدات کا زیادہ فائدہ ہو سکے۔ ہم نے اپنی معیشت کے بنیادی ڈھانچے میں بھی کوئی اصلاحات نہیں کیں جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہمارا چاول یہاں سے دوبئی جاتا ہے اور وہاں انڈیا کی مہریں لگ کر دنیا میں ایکسپورٹ ہوتا ہے۔ اس وجہ سے ہمارے کاشتکاروں کو بھی بہت کم اجرت ملتی ہے کیونکہ اصل منافع انڈیا کے پاس چلا جاتا ہے۔ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ اگر قومی فیصلے سیاسی بصیرت کے ساتھ بروقت اور قومی مفاد میں کیے جائیں تو اس سے قوموں کو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ تاہم کرنے کا اصل کام تو یہ ہے کہ ہم بحیثیت مسلمان اسلامی نظام کو اپنائیں لیکن ہم چونکہ سرمایہ دارانہ نظام کے تحت اپنی معیشت چلا رہے ہیں تو اس میں بھی اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لایا جائے اور کچھ قباحتوں کو دور کیا جائے تو کافی بہتری آسکتی ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : جس انسان کے پاس عوامی عہدہ ہو یا قومی ذمہ داری ہو تو اس کا ذاتی مفاد نہیں ہونا چاہیے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو اگلے دن ہی اپنا مال لے کر تجارت کے لیے نکل گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب آپؓ کے کندھوں پر خلافت کی ذمہ داری کا بوجھ ہے لہٰذا آپؓ کے لیے بیت المال سے وظیفہ مقرر ہونا چاہیے تاکہ آپؓ اپنا پورا وقت قومی ذمہ داری کے لیے نکال سکیں۔ ہمارے ملک میں پہلے جاگیردار اسمبلی میں ہوتے تھے، اب صنعت کار بھی آگئے ہیں۔ ان کے مشترکہ کاروباری مفادات ہیں اور اپنے کاروباری مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے پالیسیاں بناتے ہیں س سے ان کو تو فائدہ زیادہ ہوتا ہے لیکن ملک اور عوام کا نقصان ہوتا ہے۔ اگر گندم ایکسپورٹ ہوئی ہے تو بھی کچھ لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے اور اب اگر گندم امپورٹ کرنے کی بات کی جا رہی ہے تو اس میں کچھ لوگوں کا فائدہ ہو گا لیکن ملکی خزانے اور غریب آدمی کو سراسر نقصان پہنچ رہا ہے۔ حالانکہ عوام کا مہنگائی کی وجہ سے پہلے ہی بہت برا حال ہے۔ دنیا میں جو ترقی یافتہ ممالک سمجھے جاتے ہیں ان میں بنیادی ضروریات کی چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ نہیں ہوتا حالانکہ مہنگائی وہاں پر بھی آتی ہے لیکن اس سے عام آدمی متاثر نہیں ہوتا۔

سوال : بنیادی ضروریات کی چیزوں کی قیمتیں بڑھنا کیا حکومت کی انتظامی نااہلی کا ثبوت نہیں ہے؟

حسن صدیق : پاکستان میں ضرورت کی بنیادی اشیاء مثلاً گندم، چینی وغیرہ کے مسائل دہائیوں سے چلتے آرہے ہیں۔ مثال کے طور پر ہمارے جنوبی پنجاب میں کپاس کی پیداوار بہت زیادہ ہوتی تھی لیکن وہاں پر اب شوگر ملز لگ گئیں ہیں جس کی وجہ سے ہماری ٹیکسٹائل انڈسٹری بہت متاثر ہوئی ہے اور ہمیں کپاس بھی امپورٹ کرنی پڑتی ہے۔ پھر ہمارے ملک میں جو سرمایہ دار مسلط ہوتے رہے بالخصوص پچھلے بیس سال میں ان میں سے زیادہ تر کا تعلق شوگر انڈسٹری سے ہی تھا۔ انہوں نے زراعت کو ترجیح نہیں دی جس کی وجہ سے یہ بحران آتے رہے لیکن ظاہر ہے اس حکومت کی بھی ذمہ داری تھی کہ وہ ان چیزوں کو دیکھتی اور زراعت کے مسائل کو ہنگامی بنیادوں پر حل کرتی۔ موجودہ حکومت کے دو بڑے لیڈر شاہ محمود قریشی اور جہانگیر ترین زراعت کے شعبے سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں لیکن بدقسمتی سے یہ کوئی واضح پالیسی دینے میں ناکام رہے ہیں۔

سوال : کیا موجودہ سیاست دانوں اور بیوروکریٹس کی موجودگی میں پاکستان میں تبدیلی ممکن ہے؟

رضاء الحق : سچ کڑوا ہوتا ہے لیکن سچ یہی ہے کہ کوئی تبدیلی ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ ہم نے اپنا نظام ہی ادھار پر لیا ہوا ہے۔ ہم نے معیشت کے لیے سرمایہ دارانہ نظام بھی مستعار لیا ہوا ہے۔ ایک زمانے میں ہم نے اس کو سوشلسٹ کرنے کی کوشش کی۔ جب دل کرتا ہے تو اس میں کوئی اسلامی چیز بھی ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر اس کے خلاف بھی ہو جاتے ہیں۔ یہی حال ہمارے سیاسی، معاشرتی اور دیگر نظاموں کا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی بہترین نظام ہے تو وہ اسلامی نظام ہے اور وہ پورے کا پورا نافذ ہونا چاہیے۔ تب ہی ایک طریقہ کار سامنے آسکتا ہے جس کے ذریعے ہم ان سارے مسائل کو حل بھی کر سکتے ہیں اور ایسی پالیسیاں بھی بنا سکتے ہیں جس سے عوام اور ملک کا فائدہ ہو۔ پاکستان کا قیام بھی اسی مقصد کے لیے ہوا تھا کہ یہاں اسلام کا نظام قائم ہو جو جدید تقاضوں کے عین مطابق ہوتا کہ وہ باقی دنیا کے لیے ایک روشن مثال بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قائدین اور مقتدر حلقوں کو قیامِ پاکستان کے اصل مقصد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

❀❀❀

دعائے مغفرت
إنا لله وإنا إليه راجعون

☆ حلقہ بہاول نگر، مروٹ کے مبتدی رفیق محمد انور کی والدہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0306-9767072

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار، گوجرخان کے مبتدی رفیق شیراز احمد کی والدہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0310-5384602

☆ رفیق تنظیم اور قرآن اکیڈمی، لاہور کے ڈرائیور محمد شریف کے والد وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0346-4554750

☆ حلقہ جنوبی پنجاب، ممتاز آباد کے رفقاء فرحان عباس، مہران عباس کے والد وفات پاگئے۔
برائے تعزیت، مہران عباس: 0307-7580475

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور صدر کے رفیق محترم حافظ محمد رئیس کے والد وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0321-9118017

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، ڈیرہ اسماعیل خان کے معتمد محترم حافظ عبداللہ عتیق کے چچا وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0346-5790623

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار، گوجرخان کے عبدالرحمٰن کی دادی وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0333-1544505

☆ حلقہ جنوبی پنجاب، ممتاز آباد کے شاہ ور حسین انصاری کی پھوپھی وفات پاگئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

بدل ڈالو نظامِ گلشن!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ہم ایک سوراخ سے کتنی بار ڈسے جائیں گے؟ عالمی اقتصادی فورم میں ٹرمپ سے ملاقات، نیا کیلے کا چھلکا ہے جس پر ہم پھر پھسلنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ کہانی وہی سردار جی کی ہے جو صبح سویرے نکلے اور ناگہانی کیلے کے چھلکے سے پھسل گئے۔ اللہ نے ہڈیاں جوڑ بچالئے۔ اگلے دن اسی راستے پر پھر جارہے تھے تو ایک کیلے کا چھلکا نظر آ گیا۔ کہنے لگے سٹپٹا کر...... لو کر لو گل...... اب پھر پھسلنا پڑے گا! ہم کرتار پور راہداری کے بعد مومنانہ فراست (''مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا'' نیز: ''مومن کی فراست سے ڈرو، وہ تو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے'' کی نبویؐ تصریح) تو رکھتے نہیں، سردارانہ خو بو زیادہ ہے۔ دجالی یک چشم نگاہ کا دور ہے۔ سو امریکی چھلکے پر پھسلنے تیار ہیں از سرِ نو۔ 22 جولائی کو وائٹ ہاؤس میں ٹرمپ سے ملاقات پر وزیراعظم کتنے نہال تھے! کشمیر پر ثالثی کی ٹرمپی یقین دہانی کی حقیقت مودی کے ساتھ ٹرمپ کی گرمجوشیوں، بھارتیوں کے جلسے میں، امریکہ بھارت معاہدوں میں ہی ہوا ہو گئی۔ اس کے 15 دن کے اندر اندر مودی نے کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کر کے، کرفیو اور مزید فوج مسلط کر کے کشمیریوں کی رہی سہی حیثیت بھی صفر کر دی، ؏ کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا!

اس وقت امریکہ جگہ جگہ سینگ پھنسائے بیٹھا ہے۔ ایران، امریکہ کشیدگی۔ افغانستان امریکہ مذاکرات نازک مرحلے میں، عراق امریکہ کھچاؤ اور ازلی چین (سی پیک) چپقلش۔ سو اب امریکہ کو پاکستان یاد آ رہا ہے تو کچھ عجب نہیں۔ ہم سے اظہارِ محبت بلا سبب نہیں۔ جب دو آپس میں لڑ پڑیں (امریکہ ایران کی طرح) تو جانبین منتظر ہوتے ہیں کہ کوئی اور ہمارا بیچ بچاؤ کروا دے تاکہ انا مجروح ہونے سے بچ جائے۔ رہا کشمیر، تو امریکہ، اسرائیل مودی کے جگری دوست ہیں۔ انہی کی پشت پناہی اور آشیرباد سے کشمیر کا فلسطین بنایا جا رہا ہے۔ فارمولا وہیں سے آیا ہے۔ اور ہم ٹرمپ سے وفا کی امید لگا بیٹھے ہیں حسبِ سابق۔ اسے بڑی کامیابی گردانا جا رہا ہے کہ ٹرمپ نے یہ تک کہہ دیا میڈیا سے، کہ ''ہم کبھی پاکستان سے اتنے قریب نہ تھے جتنے اب ہیں''۔ ؏ اب اس قدر بھی نہ چاہو کہ دم نکل جائے!

آج پاکستان بحرانستان بنا بیٹھا ہے۔ ایک بلا سے نکلتے نہیں کہ اگلا بحران نگلنے کو تُلا کھڑا ہوتا ہے۔ (مگر آپ نے گھبرانا نہیں ہے!) آٹا بحران سر پر عفریت بنا کھڑا تھا کہ حکومت کو شوگر بھی ہو گئی۔ چینی سے قوم کو بچانے والے میدان میں آ گئے۔ بجلی کا حال بھی ایسا ہی ہے کہ...... برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر! گیس اول تو کمیاب ہے، جتنی آ رہی ہے وہ بھی بل کو مزید آگ (مہنگائی کی) لگانے کو تیار ہے۔ نیز سٹیٹ بینک کو مزید IMF سے ایک ڈپٹی گورنر فراہم کیا جا رہا ہے۔ یہ IMF پلس کیا تحائف عوام کو دے گا، دیکھنا باقی ہے! چوکے چھکے لگانے والے حکمرانوں نے عوام کے چھکے چھڑا دیئے ہیں۔ منصوبہ بندی کے بحران کے نتیجے میں سبھی بحرانوں کا سامنا ہے۔ جہانگیر ترین خوراک کی نگرانی پر کیا بیٹھے کہ آٹا چینی کو بھی مہنگا ترین کر دیا۔ گھر چھین کر شیلٹر اور گندم غائب کر کے لنگر۔ اللہ بھی ناراض ہے، سو کسر ٹڈی دل حملوں سے پوری ہو رہی ہے۔ سندھ، چولستان، جنوبی پنجاب کے بعد اب فیصل آباد میں فصلوں کی تباہی کا اندیشہ ہے۔ ایسے میں وزیر اطلاعات کے پی کے، زخموں پر نمک چھڑکتے ہوئے ہوٹل والوں کو روٹی کا وزن کم کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ اور شیخ رشید عوام کو روٹی آٹا بحران کا ذمہ دار ٹھہرا رہے ہیں کہ وہ ان مہینوں میں روٹی زیادہ کھاتے ہیں! نیز یہ بھی فرمایا کہ فروری مارچ میں مہنگائی بڑھے گی۔ کتنے مہربان ہیں کہ پیشگی تیاری کروا دیتے ہیں۔ سو ہمیں گھبرانا نہیں ہے۔ دوسری تسلی وزیراعظم نے بھی دی تھی کہ سکون قبر میں جا کر ملے گا! قوم بھی ایسی ہی ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظرِ فردا ہے۔ سو پُرسکون قبر کی تشفی پر مطمئن ہے!

اکنامک فورم میں وزیراعظم کی ٹرمپ کی صاحبزادی سے ملاقات ہوئی۔ پاکستان میں تعلیم و تربیت کے حوالے سے ایوانکا ٹرمپ کے ممکنہ پروگرام پر بات چیت ہوئی۔ چہ معنی دارد؟ یعنی پاکستان میں یو ایس ایڈ اور برطانوی تعلیمی مشیروں کی ڈسی ہوئی تعلیم پر مزید تڑکا یہودی (ہو جانے والی) ایوانکا ٹرمپ لگائیں گی؟ یاد رہے کہ ٹرمپ نے اپنے یہودی داماد کشنر اور اسی بیٹی کے حوالے سے فخریہ فرمایا تھا کہ وہ اپنے بچے کی تربیت یہودی مذہبی طرز پر کر رہے ہیں۔ سو کیا یہی تعلیم و تربیت کا پروگرام وہ اب ملکِ خداداد پاکستان (جس کے آئین میں قراردادِ مقاصد ہے!) میں چلائیں گی؟ عمران خان کے بچے بھی اپنے یہودی ننھیال کی گود میں پلے ہیں۔ ہمارے حکمران یا تو وہ ہیں جو مفکر پاکستان کے فکر و فلسفے سے کلیتاً بے بہرہ ہیں یا وہ آئی ایم ایف ورلڈ بینک کے کارندے ہیں جو قصداً ہمارا سودا اغیار سے چکائے بیٹھے ہیں۔ اقبال کی الہامی فکر (کیونکہ وہ قرآن و سنت سے مستنیر ہے) کا دور رس ہونا ملاحظہ ہو۔ خطاب بہ جاوید میں کہتے ہیں: ''اے پسر! مسلمان ہوتے ہوئے بھی جو مسلمان فرنگی استعمار کا نمک خوار ہو (اور اس کا حمایتی ہو) وہ کرگس (گدھ) ہے اور کرگسوں کے طور طریقے (طرزِ حیات) جی حضور اور گھٹیا ہوتے ہیں۔ جبکہ حریت پسند اور فرنگی استعمار سے آزادی کے متوالوں (شاہینوں) کے اطوار بالکل جدا ہیں''۔ (ترجمہ: انجینئر مختار فاروقی) سو ہمارا پورا نظامِ تعلیم، قومی سطح پر سالہا سال سے سیرت و کردار سازی سے قاصر رہا...... کرگس ساز ہے شاہین ساز نہیں......

نائن الیون کے بعد مشرف کے ہاتھوں جو مزید زوال آیا اس کا نتیجہ آج ہم بھگت رہے ہیں۔ اصل بحران تو قیادت کا بحران ہے! استعمار کے روبوٹ درآمد کر کے ہم نے یہ دن دیکھے ہیں جب ہی تو خوشی خوشی صاحبزادی ٹرمپ سے تعلیم و تربیت پروگرام پر گفت و شنید ہو رہی ہے۔ ہمارے ہاں حکمران اور مقتدر طبقات سب استعماری فیکٹریوں میں تیار ہوتے ہیں۔ وہاں کا دانہ دنکا چگتے پھر یہاں لا کر چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ اب نیم خواندہ پسماندہ ملالہ یوسفزئی یورپ بھر کے پارلیمانوں میں گھمائی پھرائی نوبل انعام دلوائی گئی، آئندہ حکمرانی کے لیے! ہمارے حکمران بننے کے لیے یہاں انگریزی، آکسفورڈ کا ٹھپا، مغرب کا پروردہ ہونا اہلیت کا معیار ہے۔ سو آج ہمارا حال ذہنی

غلامی، فکری کجی کا شاخسانہ ہے۔

جہانبانی سے ہے دشوار تر کارِ جہاں بینی
جگر خوں ہو تو چشمِ دل میں ہوتی ہے نظر پیدا!

جگر خوں ہونے کا امتحان سامنے آیا تو ہم نے ہتھیار ڈال کر امریکی چوکھٹ پر سجدہ دیا۔ نظر ہمسائے (طالبان) کے حصے آ گئی! انہوں نے سپر پاوروں کے چھکے چھڑا دیے۔ ہمارے حکمران جہاں بینی کی صلاحیت سے محروم عوام ہی کے چھکے 19 سال سے چھڑا رہے ہیں۔

وہ دن تو آنا ہے، اللہ کے سچے وعدے پورے ہونے ہیں۔ رب کائنات کا بھیجا ہوا آفاقی نظامِ حیات رحمت بن کر پوری دنیا پر چھائے گا۔ ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔ رات جتنی گہری ہوتی جاتی ہے اتنی ہی دبے پاؤں نویدِ سحر قریب آتی جاتی ہے۔ سارے ہلاکو، چنگیز، جبارین ومتکبرین آج اکٹھے ہو گئے۔ دنیا بھر میں دہشت گردی اور اسلاموفوبیا کے دجالی فریبی ناموں پر چھیڑی جنگوں نے 40 لاکھ انسان مار دیے، 6 ملک تباہ کر دیے۔ کیا یہ محض اتفاق ہے کہ مرنے والے، در بدر ہو کر ہجرتوں کے تھپیڑے سمندروں صحراؤں میں کھانے والے سب مسلمان ہیں؟ تباہ ہونے اجاڑے جانے والے ملک مسلمان ہیں۔ شام کے کھنڈر دیکھ لیجیے۔ یورپ، مغرب کے سبھی ممالک جو دہشت گردی کا ڈھول پیٹتے رہے چمکتے دمکتے آج بھی لہلہا رہے ہیں۔ انہیں تھپیڑے چڑ کے لگے تو اللہ کی طرف سے آگ، سیلاب، طوفانوں، برفباریوں کے عذابوں کی صورت لگے۔

ورلڈ اکنامک فورم کیا ہے؟ عالمی معاشی استحصالی چودھریوں کا اکٹھ۔ گلوب کے 7 ارب انسانوں کا خون پینے والی جونکوں کا اکٹھ۔ سرمایہ دارانہ نظام کی چکی میں پسنے والے انسانوں کو نچوڑنے کا سالانہ پلان تیار کرنے میں اعداد وشمار کی دھوکا دہی کے لیے یک جائی۔ جہاں پھر کشکول لیے بھی اپنے لیے کچھ دال دلیے کی فکر لیے جا بیٹھتے ہیں۔ اس نظام کا لپیٹا جانا لازم ہے۔ اسلام سے خوفزدہ یہ بڑی طاقتیں جانتی ہیں کہ یہ وہ نظام حیات ہے جو پہلے قبول کرنے والوں کی دنیا کو ہر خوف اور رنج سے رہائی دیتا ہے، (لا خوفٌ علیھم و لا ھم یحزنون) دورِ فاروقیؓ کی مانند۔ اور پھر ابدی زندگی کی لامنتہا عافیت و راحت کا ضامن بنتا ہے۔ اس کی آفاقیت سے فراعنہ لرزتے ہیں!

متحد ہو تو بدل ڈالو نظامِ گلشن
منتشر ہو تو مرو، شور مچاتے کیوں ہو!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(23 تا 29 جنوری 2020ء)

☆ جمعرات (23 جنوری) کو صبح 09:00 بجے دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی جو نماز ظہر تک جاری رہا۔

جمعہ (24 جنوری) کو قرآن اکیڈمی میں مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کے ذمہ داران کی مشاورت سے پریس ریلیز جاری کی۔ ہفتہ (25 جنوری) کو قرآن اکیڈمی میں دفتری اُمور نمٹائے۔ اتوار (26 جنوری) کو بعد نمازِ مغرب قرآن اکیڈمی میں مرکزی انجمن خدام القرآن کی شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کی۔

پیر (27 جنوری) کو قرآن اکیڈمی میں ضروری دفتری اُمور نمٹائے۔ منگل (28 جنوری) کو صبح 9:30 بجے دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی میں مرکزی مجلس عاملہ کے خصوصی اجلاس میں شرکت کی جو تقریباً 12:00 بجے تک جاری رہا۔

چنار جلنے سے پہلے آنا

محمد اویس ملک

مسل نہ دے کوئی اِن کو شاخوں پہ گُل نکلنے سے پہلے آنا
حسین وادی اُجڑ نہ جائے چنار جلنے سے پہلے آنا!
ستم کی آندھی بجھا رہی ہے نگر کے سارے چراغ لیکن
تمہاری روشن جبیں سلامت، یہ شام ڈھلنے سے پہلے آنا
ہمارے پیاروں کے سرد لاشے سڑک کنارے پڑے ہوئے ہیں
سبھی جنازے سجے ہوئے ہیں یہ جسم گلنے سے پہلے آنا
غموں کا سرطان دھیرے دھیرے بدن کو اندر سے کھا رہا ہے
دل و جگر خون ہو رہے ہیں لہو اُگلنے سے پہلے آنا
بھلے امیدیں دلاؤ ہم کو، اجل ہی مہلت نہ دے تو کیا ہو؟
ہم ایسے تنہا، تباہ حالوں کے دن بدلنے سے پہلے آنا!

(مرسلہ: تجمل واحد)

لباس کے متعلق ہدایات اور سنتیں

مولانا مفتی عبدالشکور قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جو شخص دنیا میں شہرت (اور دکھاوے) کے لیے کپڑا پہنے، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائیں گے۔

لباس بھی خدائے قادر و مطلق کی عظیم نعمت ہے۔ لباس پہننے کے بعد چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور سنتِ رسول ﷺ کے مطابق لباس پہنیں، تو یہ لباس پہننا بھی عبادت میں شمار ہوگا۔ تکبر، دکھلاوا، اور غیروں کے طریقے کا لباس پہننا قابل مذمت اور قابل نفرت ہے۔

حدیثِ بالا میں تکبر و غرور کی مذمت فرمائی گئی، جس پر صحابہٴ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (ﷺ) آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں، اور اس کی جوتیاں عمدہ ہوں، اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہیں، اور جمال (خوبصورتی) کو پسند کرتے ہیں۔'' ایک اور روایت میں ہے:

بے شک اللہ تعالیٰ لطیف ہیں، اور لطافت کو پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ وفود کے آنے پر ان کے لیے زینت و تجمل فرماتے اور جمعہ وعیدین کے لیے بھی آرائش فرماتے اور اس کے لیے مستقلاً جدا لباس محفوظ رکھتے تھے۔

معلوم ہوا کہ اچھا لباس پہننا سنت ہے، لہٰذا عمدہ لباس پہن کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، اور سنتِ رسول ﷺ کے مطابق استعمال کرے تو اللہ تعالیٰ بندے کے اس عمل سے خوش ہوتے ہیں، کیونکہ یہ نعمت اللہ نے بندوں کے واسطے اتاری ہے۔

یہ خطاب صرف مسلمانوں کو نہیں بلکہ پوری اولادِ آدم کو ہے، اور اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ستر پوشی اور لباس انسان کی فطری خواہش اور ضرورت ہے۔ بغیر کسی مذہب وملت کے امتیاز کے سب ہی اس کے پابند ہیں، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے اولادِ آدم! ہم نے اتاری تم پر پوشاک (لباس) جو ڈھانکے تمہاری شرمگاہیں، اور اتارے آرائش کے کپڑے۔ اور لباس پرہیزگاری کا سب سے بہتر ہے۔ یہ نشانیاں ہیں اللہ کی قدرت کی تاکہ وہ لوگ غور کریں۔ اے اولادِ آدم! نہ بہکاوے تم کو شیطان جیسا کہ اس نے نکال دیا تمہارے ماں باپ کو بہشت سے، اتروائے ان سے ان کے کپڑے تاکہ دکھلاوے ان کو شرمگاہیں ان کی، وہ اور اس کی قوم دیکھتی ہے تم کو، جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے، ہم نے کر دیا شیطان کو رفیق ان لوگوں کا جو ایمان نہیں لاتے۔'' (الاعرف:26،27)

لباس کے درجات ومسائل

پہلی آیت میں تین قسم کے لباسوں کا ذکر فرمایا:

اول: یعنی ہم نے تمہاری صلاح و فلاح کے لیے ایک ایسا لباس اتارا، جس سے تم اپنے قابل شرم اعضاء کو چھپا سکو۔

اس کے بعد فرمایا: ریش اس لباس کو کہا جاتا ہے جو آدمی اپنی زینت و جمال کے لیے استعمال کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صرف ستر چھپانے کے لیے تو مختصر سا لباس کافی ہوتا ہے، مگر ہم نے تمہیں اس سے زیادہ لباس اس لیے عطا کیا کہ تم اس کے ذریعے زینت و جمال حاصل کر سکو، اور اپنی اہلیت کو شائستہ بنا سکو۔ تو خلاصہ یہ ہوا کہ ستر پوشی انسان کے لیے پہلا انسانی اور اسلامی فرض ہے، جو ہر حالت میں اس پر لازم ہے۔ جبکہ نماز اور طواف میں بدرجہ اولیٰ فرض ہے۔ جیسے کہ ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

''اے اولادِ آدم! لے لو اپنی آرائش (یعنی لباس زینت) ہر نماز کے وقت۔'' (الاعراف:31)

اس آیت سے معلوم ہوا جیسا کہ نماز میں ستر پوشی کا فرض ہونا ثابت ہوتا ہے، اسی طرح بقدرِ استطاعت صاف ستھرا، اچھا لباس اختیار کرنے کی فضیلت اور استحباب بھی ثابت ہوتا ہے، بشرطیکہ کبر و شہرت کا ارادہ شامل نہ ہو۔ ستر جس کا چھپانا انسان پر ہر حال میں اور خصوصاً نماز و طواف میں فرض ہے اس کی حد کیا ہے؟ قرآنِ کریم نے اجمالاً ستر پوشی کا حکم دے کر اس کی تفصیلات کو رسول اللہ ﷺ کے حوالہ کیا۔ آپ ﷺ نے تفصیل کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ:

مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک، اور عورت کا سارا بدن ستر ہے، صرف چہرا، دونوں ہتھیلیاں اور قدم مستثنیٰ ہیں۔

روایات میں یہ تفصیل مذکور ہے کہ مرد کے لیے ناف سے نیچے کا بدن یا گھٹنے کھلے ہوں تو ایسا لباس خود بھی گناہ ہے، اور نماز بھی اس سے ادا نہیں ہوتی۔

اسی طرح عورت کا سر، گردن، یا پنڈلی کھلی ہو تو ایسے لباس میں رہنا خود بھی ناجائز ہے، اور نماز بھی اس سے ادا نہیں ہوتی۔ عورت کا چہرہ، ہتھیلیاں اور قدم جو ستر سے مستثنیٰ قرار دیے گئے اس کے یہ معنی ہیں کہ نماز میں اس کے یہ اعضا کھلے ہوں تو نماز میں کوئی خلل نہیں آئے گا۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ غیر محرموں کے سامنے بھی وہ چہرہ بغیر شرعی عذر کے کھول کر پھرا کرے۔ یہ حکم تو فریضہ ستر کے متعلق ہے جس کے بغیر نماز ہی ادا نہیں ہوتی۔ اور چونکہ نماز میں صرف ستر پوشی ہی مطلوب نہیں، بلکہ لباسِ زینت اختیار کرنے کا ارشاد ہے، اس لیے مرد کا ننگے سر نماز پڑھنا یا مونڈھے یا کہنیاں کھول کر نماز پڑھنا ناپسندیدہ ہے۔ خواہ قمیص ہی نیک آستین ہو یا آستین چڑھائی گئی ہوں، بہر حال نماز مکروہ ہے۔ اسی طرح ایسے لباس میں بھی نماز مکروہ ہے جس کو پہن کر اپنے دوستوں اور عوام کے سامنے جانا قابل شرم و عار سمجھے۔ جیسے صرف بنیان بغیر کرتے کے اگر چہ پوری آستین بھی ہو۔ یا سر پر بجائے ٹوپی (یا رومال یا پگڑی) کے کوئی کپڑا یا چھوٹا دستی رومال باندھ لینا (یا جیسے آج کل تنکوں والی ٹوپی یا پلاسٹک کی ٹوپی جو مسجدوں میں لوگ لے کر ڈال دیتے ہیں یا انتہائی میلے کچیلے کپڑے) کہ کوئی سمجھدار آدمی اپنے دوستوں یا دوسروں کے سامنے اس ہیئت میں جانا پسند نہیں کرتا، تو اللہ رب العالمین کے دربار میں جانا کیسے پسندیدہ ہو سکتا ہے؟ سر، مونڈھے اور کہنیاں کھول کر نماز کا مکروہ ہونا آیتِ قرآنی کے لفظ زینت سے بھی مستفاد ہے، اور رسول اکرم ﷺ کی تصریحات سے بھی ثابت ہے۔

بہر کیف حضرت آدم علیہ السلام وحضرت حوا علیہا السلام اور اغواءِ شیطانی کا واقعہ بیان کرنے کے ساتھ لباس کے ذکر کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ انسان کے لیے ننگا ہونا، قابل شرم اعضا کا دوسروں کے سامنے کھلنا انتہائی ذلت، رسوائی اور بے حیائی کی علامت اور طرح طرح کے شر و فساد کا مقدمہ ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ شیطان کا سب سے پہلا حملہ انسان کے خلاف اسی راہ سے ہوا کہ اس کا لباس اتروا گیا، اور آج بھی شیطان اپنے چیلوں کے ذریعہ انسان کو گمراہ کرنا چاہتا ہے تو تہذیب وشائستگی کا نام

لے کر سب سے پہلے اس کو برہنہ اور نیم برہنہ کر کے عام گلیوں اور سڑکوں میں کھڑا کر دیتا ہے۔

اور شیطان نے جس کا نام ترقی رکھ دیا ہے، وہ عورت کو شرم وحیا سے محروم کر کے منظر عام پر برہنہ لے آنے کے بغیر حاصل ہی نہیں ہوتی۔ شیطان نے انسان کے اس کمزور پہلو کو بھانپ کر پہلا حملہ انسان کی ستر پوشی پر کیا، تو شریعتِ اسلام نے جو انسان کی ہر صلاح وفلاح کی وکیل ہے، ستر پوشی کا اہتمام اتنا کیا کہ ایمان کے بعد سب سے پہلا فرض ستر پوشی کو قرار دیا۔ نماز روزہ وغیرہ سب اس کے بعد اور اس کے بغیر ادھورے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے اس واقعہ اور قرآنِ کریم کے اس ارشاد سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ستر پوشی اور لباس انسان کی فطری خواہش اور پیدائشی ضرورت ہے، جو اول دن سے اس کے ساتھ ہے، لہٰذا آج کل کے بعض فلاسفروں کا یہ قول غلط اور بے اصل ہے کہ انسان اول ننگا پھرا کرتا تھا پھر ارتقائی منزلیں طے کرنے کے بعد اس نے لباس ایجاد کیا۔

لباسِ تقویٰ سے مراد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تفسیر کے مطابق عمل صالح اور اللہ رب العزت کا خوف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح ظاہری لباس انسان کے قابل شرم اعضا کے لیے پردے اور سردی گرمی سے بچنے اور زینت حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے، اسی طرح ایک معنوی لباس عمل صالح اور اللہ رب العزت کا خوف ہے جو انسان کے اخلاقی عیوب اور کمزوریوں کا پردہ ہے، اور دائمی تکلیفوں اور مصیبتوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔ اسی لیے وہ سب سے بہتر ہے۔

لباسِ تقویٰ کے لفظ سے اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ ظاہری لباس کے ذریعہ ستر پوشی اور زینت وتجمل وغیرہ کا اصل مقصد تقویٰ اور اللہ رب العزت کا خوف وعظمت ہے، جس کا ظہور اس کے لباس میں اس طرح ہونا چاہیے کہ اس میں پوری ستر پوشی ہو، اور قابل شرم اعضا کا پورا پردہ ہو۔ وہ ننگے بھی نہ رہیں، اور لباس بدن پر ایسا چست بھی نہ ہو جس میں یہ اعضا مثل ننگے کے نظر آئیں۔ لباس میں کسی دوسری غیر قوم کی نقالی بھی نہ ہو، جو اپنی قوم وملت سے غداری اور اعراض کی علامت ہے، اور اس کے ساتھ ہی اخلاق واعمال کی درستی بھی ہو، جو لباس کا اصل مقصد ہے۔

آخر آیت میں ارشاد فرمایا:

یعنی انسان کو لباس کی یہ تینوں قسمیں عطا فرمانا، اللہ جل شانہ کی آیات وقدرت میں سے ہے، تا کہ لوگ اس سے سبق حاصل کریں۔

دوسری آیت میں اولادِ آدم علیہ السلام کو خطاب کر کے تنبیہ فرمائی گئی کہ اپنے ہر حال اور ہر کام میں مکرِ شیطانی سے بچتے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو پھر کسی فتنے میں مبتلا کر دے، جیسا تمہارے ماں باپ حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو اس نے جنت سے نکلوا دیا، اور ان کے لباس اتروا کر ان کے ستر کھولنے کا سبب بنا۔ وہ تمہارا قدیم دشمن ہے، وہ آزادیِ نسواں کی نام ونہاد تحریک سے، یا جدید دور کے نام سے، یا جدید فیشن کے نام سے ننگا کرنے کی کوشش کرے گا۔ تم اس کی دشمنی کا ہر وقت اور ہمیشہ خیال رکھو، اور پھر یہ کہ شیطان تمہارا ایسا دشمن ہے کہ وہ اور اس کے ساتھی تو تم کو دیکھتے ہیں تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ اس لیے ان کا مکر وفریب تم پر چل جانے کے زیادہ امکانات ہیں، اور آخر میں فرمایا:

کہ ہم نے شیطانوں کو ان کا سرپرست بنا دیا ہے، جو ایمان نہیں رکھتے۔

اس میں اسی طرف اشارہ ہے کہ ایمان والوں کے لیے اس کے جال سے بچنا زیادہ مشکل نہیں۔ ایک اور مقام پر فرمایا:

”جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ زور نہیں، مگر جو تیری راہ چلا بہکے ہوؤں میں سے۔“

یعنی شیطان کا اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندوں پر تسلط نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے قلوب وعقل پر شیطان کا ایسا تسلط نہیں ہوتا کہ وہ اپنی غلطی پر کسی وقت متنبہ ہی نہ ہوں، جس کی وجہ سے ان کو توبہ کی توفیق نصیب نہ ہو، یا کوئی ایسا گناہ کر بیٹھیں جس کی مغفرت نہ ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات پر عمل کرنے کی اور شیطان کے اغوا سے بچنے اور سنتِ رسول ﷺ کو اپنانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین!

لباس کے متعلق ہدایات اور سنتیں

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: کوئی شخص نیا کپڑا پہنے تو یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ

☆ جس نے دنیا میں ریشم (کا کپڑا) پہن لیا، اس کو وہ آخرت میں پہننے کو نہ ملے گا۔ دوسری روایت میں فرمایا: دنیا میں وہ شخص ریشم پہنتا ہے، جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں البتہ تین چار انگل ریشم مرد کے لیے جائز ہے۔

☆ سفید لباس آپ ﷺ کو پسند تھا۔

☆ آپ ﷺ کو قمیص (کرتا) پسند تھا۔ آپ ﷺ کے کرتے کی آستینیں ہاتھوں کے پہنچوں تک ہوتی تھیں۔ کرتے کا گلا سینے کی طرف ہوتا تھا، اور اتنا فراخ کہ ایک صحابی نے ہاتھ ڈال کر پشت کی جانب سے مہر نبوت کو برکت کے لیے چھو لیا تھا۔

☆ آپ ﷺ کا کرتا ٹخنوں سے اوپر نصف پنڈلی تک ہوتا تھا، جبکہ مسلم کی روایت میں آپ ﷺ نے حضرت ابن عمرؓ کو اسی طرح ہدایت فرمائی تھی۔

☆ کپڑا جب تک پیوند لگانے کے لائق نہ ہو جاتا، آپ ﷺ اس کو ردی نہ فرماتے۔ یعنی جب تک پیوند لگا کر پہنا جا سکتا تھا، آپ زیبِ تن فرماتے تھے، البتہ جب اتنا بوسیدہ ہو جاتا کہ پیوند نہ لگ سکتا، تو آپ ﷺ اس کو ترک فرما دیتے۔ دوسری روایت میں فرمایا: اگر نیا کپڑا پہننے کے بعد پرانا کپڑا نہ پہنے تو کسی غریب کو صدقہ کر دے۔

☆ مرد کو پاجامہ، شلوار اور تہبند وغیرہ ٹخنوں سے اوپر رکھنا چاہیے۔ حدیث میں فرمایا: ”ٹخنوں کا جو حصہ ازار سے ڈھکا ہوگا وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔“

☆ سوتی کپڑا آپ ﷺ نے زیادہ استعمال فرمایا اور قیمتی کپڑا بھی استعمال فرمایا۔

☆ گندے کپڑوں سے آپ ﷺ کو نفرت تھی۔ ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے کپڑے میلے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس شخص کو کوئی چیز (صابن وغیرہ) نہیں ملتی جس سے وہ اپنے کپڑوں کو دھو لے۔

☆ سر پر عمامہ باندھنا سنت ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا: ”عمامہ باندھا کرو، اس سے حلم میں بڑھ جاؤ گے۔“

☆ آپ ﷺ کا عمامہ سیاہ رنگ کا تھا، اور اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان ہوتا تھا۔

☆ سفید عمامہ بھی سنت سے ثابت ہے، عمامہ کے نیچے ٹوپی رکھنا بھی سنت ہے۔

☆ شملہ کی مقدار ایک ہاتھ سے زیادہ بھی ثابت ہے۔ آپ ﷺ کا عمامہ تقریباً سات گز تھا۔

☆ آنحضرت ﷺ سفید ٹوپی اوڑھا کرتے تھے۔ وطن میں آپ ﷺ سفید کپڑے کی ٹوپی اوڑھا کرتے تھے، جو سر کے ساتھ متصل ہوتی تھی۔ آپ ﷺ نے سوزنی نما سلے ہوئے کپڑے کی گاڑھی ٹوپی بھی اوڑھی ہے۔

☆ عورتوں کی چادر اتنی لمبی ہوتی تھی کہ ایک بالشت بلکہ ایک ہاتھ زمین میں گھسٹتی چلتی تھی۔

☆ آپ ﷺ نے سیاہ دھاری دار کپڑا بھی پہنا ہے۔

☆ آپ ﷺ کالی چادر بھی اوڑھا کرتے تھے۔

☆ آپ ﷺ تہبند کو ہمیشہ نصف پنڈلی سے اونچا رکھتے تھے۔ تہبند کا اگلا حصہ پچھلے حصہ سے قدرے نیچا ہوتا

تھا۔(خصائل نبوی)

آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کی لنگی (تہبند) آدھی پنڈلی تک ہونا چاہیے، اور اس کے نیچے ٹخنوں تک کچھ مضائقہ نہیں، لیکن ٹخنوں کے نیچے جتنے حصے پر لنگی لٹکے گی وہ آگ میں جلے گا۔ اور جو شخص متکبرانہ کپڑے کو لٹکائے گا قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہٗ اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائیں گے۔

☆ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے، وہ اسی قوم میں سے ہے۔''

☆ آپ ﷺ نے ایک صحابی کو جو باوجود مال دار ہونے کے خراب اور خستہ کپڑے پہنے ہوئے تھے، نصیحت فرمائی کہ اگر اللہ نے تجھے مال دیا ہے تو اللہ کی نعمت کے اثر کو ظاہر کر، اور اس نے جو تجھ کو عزت دی اس کو نمایاں کر۔ (لیکن دکھلاوا یعنی ریا نہ ہو)

☆ ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کو یہ بات مرغوب ہے کہ اس کی نعمتوں کا اثر اس کے بندوں پر ظاہر ہو۔''

☆ ایک شخص دو سرخ کپڑے پہنے ہوئے گزرا، آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

☆ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص زیب و زینت کے لباس کو (باوجود وسعت کے) کسر نفسی یا تواضع کے لیے چھوڑے گا، اللہ اس کو عظمت و بزرگی کا لباس پہنائیں گے۔''

☆ آپ ﷺ جب کوئی چیز پہنتے، لباس زیب تن فرماتے یا جوتیاں تو پہلے داہنی طرف سے شروع فرماتے اور جب لباس یا جوتا اتارتے تو پہلے بائیں طرف سے شروع فرماتے۔

☆ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کپڑے کو اس طرح لپیٹ کر نہ بیٹھے کہ دونوں ہاتھ اندر آ جائیں، نیز اس طرح کپڑا سمیٹ کر نہ بیٹھے کہ ستر کھل جائے۔''

☆ آپ ﷺ کو حریر بہت پسند تھا۔ حریر سرخ یا سبز دھاریوں کی چادر تھی۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ ملتان غربی کے امیر ناصر سلطان کے بھائی بیمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاء اللہ

''مسجد بنت کعبہ N-866 سمن آباد پونچھ روڈ لاہور'' میں
14 تا 16 فروری 2020ء (بروز جمعہ نماز عصر تا اتوار نماز ظہر)

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 042-37520902 / 0300-8496640

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 79-042)35473375)

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاء اللہ

''مرکز تنظیم اسلامی صادق آباد حیدری مارکیٹ (بالمقابل غلہ منڈی) نزد میاں آٹوز'' میں
16 تا 22 فروری 2020ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0332-7294618, 0333-7410754

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 79-042)35473375)

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاء اللہ

''B/3 پروفیسرز ہاؤسنگ سوسائٹی، شکار پور روڈ، سکھر'' میں
21 تا 23 فروری 2020ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء و معاونین
تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ امراء، نقباء و معاونین اس پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-9367442 / 071-5807281

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 79-042)35473375)

اے وادیٔ کشمیر! اے وادیٔ کشمیر!

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم

مرسلہ: مولانا شیخ رحیم الدین دکنی

تو حسن کا پیکر ہے، تو رعنائی کی تصویر
مخمور بہاروں کے حسین خوابوں کی تعبیر
رخشاں ہیں تیرے ماتھے پہ آزادی کی تنویر
تو جلوہ گہ نورِ جہاں، قلبِ جہانگیر
اے وادیٔ کشمیر، اے وادیٔ کشمیر

مانا تری مٹی پہ بہت خون بہا ہے
تو نے غم وآلام غلامی کو سہا ہے
لیکن مرے ہمدم! مرا دل بول رہا ہے
ہمت کی حرارت سے پگھل جائے گی زنجیر
اے وادیٔ کشمیر، اے وادیٔ کشمیر

سر حرمتِ توحید پہ کٹوا کے رہیں گے
ہم کفر کے طوفان سے ٹکرا کے رہیں گے
طاغوت کے ایوان کو اب ڈھا کے رہیں گے
پیوندِ زمیں ہو گی ہر اک کفر کی تعمیر
اے وادیٔ کشمیر، اے وادیٔ کشمیر

ہر لمحہ مچلتی ہیں تیرے من میں بہاریں
میخانہ در آغوش درختوں کی قطاریں
چشموں کے ترانے ہیں کہ ساون کی ملہاریں
ندیوں میں تری نغمہ آزادی کی تفسیر
اے وادیٔ کشمیر، اے وادیٔ کشمیر

تکبیر کا نعرہ تری عصمت کا امیں ہے
چھٹنے کو ہے تاریکیٔ غم، مجھ کو یقین ہے
کیا ظلمتِ شب صبح کی تمہید نہیں ہے؟
کیا خونِ شفق رنگ نہیں مژدۂ تنویر؟
اے وادیٔ کشمیر، اے وادیٔ کشمیر

اک غلغلہ، نعرہ تکبیر اٹھا کر
یہ برقِ تپاں خرمن باطل پہ گرا کر
توپوں سے برستے ہوئے شعلوں میں نہا کر
ہم خون سے لکھیں گے تری آزادی کی تحریر
اے وادیٔ کشمیر، اے وادیٔ کشمیر

کیوں تری فضاؤں میں اداسی کے نشاں ہیں
نکھرے ہوئے گلزار بھی کیوں محوِ فغاں ہیں
چشمے ترے کیوں نالہ کش و نوحہ کناں ہیں
کہسار ترے کیوں ہیں جگر بستہ و دلگیر
اے وادیٔ کشمیر، اے وادیٔ کشمیر

اب وقت ہے سینوں میں عزائم کو جگا لیں
ہم جام و سبو توڑ کے تلوار اٹھالیں
ہر راہ گلستان کو کمیں گاہ بنا لیں
کمزور ہی، لیکن ابھی ٹوٹی نہیں شمشیر
اے وادیٔ کشمیر، اے وادیٔ کشمیر

دشمن کے عزائم تیری مٹی میں ملیں گے
مدّت سے جو رستے ہیں، ترے زخم سلیں گے
اس خاک پہ الفت کے حسیں پھول کھلیں گے
صیاد جو اب تک تھا وہ بن جائے گا نخچیر
اے وادیٔ کشمیر، اے وادیٔ کشمیر

شاید تجھے مسلم کی وفاؤں سے گلا ہے
فریاد تری سچ ہے، ترا شکوہ بجا ہے
لیکن میرے محبوب وہ وقت آن لگا ہے
گونجے گا فضاؤں میں جب اک نعرۂ تکبیر
اے وادیٔ کشمیر، اے وادیٔ کشمیر

ہیں یاد ابھی تک خالدؓ وطارقؒ کے فسانے
کچھ دور نہیں احمدؒ و ٹیپوؒ کے زمانے
اٹھو، کہ چلیں ظلم کو دنیا سے مٹانے
پھر زندہ کریں دہر میں یہ اسوۂ شبیر
اے وادیٔ کشمیر، اے وادیٔ کشمیر

پھوٹیں گے تری خاک سے پھر نور کے دھارے
ظلمت کدہ کفر سے اٹھیں گے شرارے
گونجے گی آذانوں کی صدا ڈل کے کنارے
پھر جاگ اٹھے گی تری سوئی ہوئی تقدیر
اے وادیٔ کشمیر، اے وادیٔ کشمیر

مانا کہ دلوں میں وہ تب و تاب نہیں ہے
اس قوم کی تلوار میں وہ آب نہیں ہے
اب عزمِ مسلمان وہ سیلاب نہیں ہے
گردش میں ہے برسوں سے مری قوم کی تقدیر
اے وادیٔ کشمیر، اے وادیٔ کشمیر

ہم کو ترے شاداب نظاروں کی قسم ہے
جہلم کے دلآویز کناروں کی قسم ہے
پھولوں کی، درختوں کی، چناروں کی قسم ہے
کاٹیں گے ترے پاؤں سے ہر ظلم کی زنجیر
اے وادیٔ کشمیر، اے وادیٔ کشمیر

تو خاتمِ دنیا کا اک انمول نگیں ہے
تو حسن کا مسکن ہے، تو بہاروں سے حسیں ہے
آسی کی نگاہوں میں تو فردوسِ بریں ہے
فردوس تو ہوتی نہیں شیطان کی جاگیر
اے وادیٔ کشمیر، اے وادیٔ کشمیر!

0Trump's "No-Peace/Peace Plan" for Palestine.

As the leaked information about Trump's so-called "Deal of the Century" showed, the Middle East peace plan announced by the US President, in the presence of Netanyahu, is a one-sided scam, favoring Israel at the expense of fundamental Palestinian rights. The so-called peace process is the greatest hoax in modern times, along with the 'US war of terror' worldwide, not on it. Israeli/Palestinian no-peace/peace plans have been around since the 1970s — a near-half century of failure to reach accommodation proof positive of US/Israeli unwillingness to respect Palestinian rights. If both countries wanted conflict resolution with Palestinians, it would have happened long ago. Former Israeli Prime Minister Yitzhak Shamir explained why not. He and his predecessors wanted forever talks accomplishing nothing – giving Israel time to steal all valued Palestinian land. His successors to the present day followed the same strategy.

Since Israel seized control of the West Bank, East Jerusalem and Gaza in 1967, colonizing and developing the most valued Palestinian land for exclusive Jewish use became official state policy — explained by Yigal Allon's regional scheme, its elements including:

- permanent militarized occupation;
- maximum land for Jews with minimum Arabs;
- dispossessing Palestinians from areas Israel wants for exclusive Jewish development and use;
- annexing all valued parts of Judea and Sumaria;
- controlling Jerusalem as Israel's exclusive capital;
- establishing settlements, military bases, free-fire zones, commercial locations, tourist sites, nature reserves, no-go areas, Jews-only roads, checkpoints, other barriers, and other exclusive Jewish areas — non-Jews excluded from them;
- stealing Palestinian resources; and
- cracking down hard on resisters.

The above policies make peace, stability, equity and justice for Palestinians unattainable.

Achieving them defeats the US/Israeli agenda — dependent on endless regional conflicts and instability. That is why just as the decades of peace plans, when unveiled, were dead on arrival, so is Trump's 'let em eat cake' deal of the century dead on arrival. Partly introduced last June at a so-called "Peace to Prosperity Workshop" in Bahrain, the Trump regime's dog and pony PR show was boycotted by Palestinians. Deceptively billed as "a vision to empower the Palestinian people to build a prosperous and vibrant Palestinian society," the economic plan has nothing to do with peace, equity and justice for long-suffering Palestinians — everything to do with one-sidedly serving US/Israeli interests.

Trump's overall scheme of 'Middle East peace' ignores fundamental final status issues, especially real Palestinian self-determination free from Israeli occupation and control, Israeli land theft, air and water rights, other resources, the right of diaspora Palestinians to return to their homeland, and the immediate establishment of East Jerusalem as the exclusive Palestinian capital.

Instead, Trump has illegally recognized Jerusalem (a UN-established international city) as Israel's exclusive capital, moved the US embassy there, abandoned a legitimate two-state solution, recognized Israel's unlawful Golan annexation, and no longer considers

illegal settlements occupied territory. Trump and hardliners surrounding him are no friends of Palestinians or ordinary people anywhere, not at home or abroad. Information leaked last month about his no-peace/peace plan revealed it excludes 70% or more of West Bank land controlled by Israel, including the Jordan Valley, closed military zones, exclusive Jewish commercial areas, tourist sites, no-go areas, and illegal settlements on stolen Palestinian land. Jerusalem is to remain undivided, the city "shared between Israel and New Palestine" — Israel maintaining exclusive control, the way it has been for over half a century.

On July 30, 1980, the Knesset Jerusalem Law officially annexed the city as Israel's exclusive capital — breaching Security Council Resolution 465 (March 1980). It declared actions taken by Israel "to change the physical character, demographic composition, institutional structure or status of the Palestinian and other Arab territories occupied since 1967, including Jerusalem, or any part thereof, have no legal validity..." In July 2004, the International Court of Justice (ICJ) ruled that "Israeli settlements in the Occupied Territory, including East Jerusalem, are illegal and an obstacle to peace and to economic and social development (and) have been established in breach of international law." Time and again, the US and Israel breach Security Council resolutions and other international laws. Trump's no-peace/peace plan is all about serving US and Israeli interests at the expense of regional peace, stability, and fundamental Palestinian rights.

PA spokesman Nabil Abu Rudeineh reaffirmed the Palestinian demand for an independent state within June 1967 borders — free from Israeli occupation and control. Almost a week ago, Israel's Channel 12, citing unnamed Netanyahu regime sources, said Trump's plan includes exclusive Israeli sovereignty over Jerusalem, illegal settlements, and the Jordan Valley adding: "It supports the illusion of Palestinian self-determination, demanding a demilitarized Hamas, along with Palestinian recognition of Israel as a Jewish state, Jerusalem its capital." "It also reportedly stipulates that if Palestinians reject the so-called plan, the Trump regime will support Israeli annexation of illegal settlements unilaterally."

According to the Wafa PA news site, Rudeineh said the following: "If the announcement of this deal, with these unacceptable formulas, is made, the (PA) leadership will announce a series of measures to preserve our legitimate rights, and we will call on Israel to assume its responsibilities as an occupying power," adding: "We warn (the Netanyahu and Trump regimes) to not cross the red lines." Hamas spokesman Hazem Qassim said "any deal or project that does not contain our people's full rights in our land and holy sites will not stand," adding: "All the attempts to make this deal come to pass will be squashed by our people's resistance and steadfastness." "Our Palestinian people will determine its fate by way of its ongoing revolution, legitimate struggle and absolute belief in the justness of its cause."

On Thursday, almost a week before announcing his deal of the century, Trump tweeted: "Reports about details and timing of our closely-held peace plan are purely speculative."

That was all deception. The provisions of the 'Deal of the Century' / Middle East peace plan / Peace-to-Prosperity, call it whatever you like, are exactly as speculated and have clearly been rejected by the PA, Hamas, and the Palestinian street. The new Intifada has just begun...

<u>Source</u>: *Adapted from an article by Stephen Lendman posted on sjlendman.blogspot.com*

<u>Note</u>: ***The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article***

یہ اشتہار شائع نہیں ہو سکتا

یہ اشتہار روز نامہ اسلام کے سوا کسی اخبار میں جگہ نہ پا سکا۔ حقیقت یہ ہے کہ کبھی جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا صحافت کا وطیرہ بلکہ پیشہ وارانہ فریضہ تھا۔ آج کا صحافی بھی کلمہ حق کی صدا لگاتا ہے لیکن اِس سے پہلے جابر سلطان کے سامنے کورنش بجالاتا ہے پھر مؤدبانہ عرض کرتا ہے کہ اجازت ہو تو کلمہ حق پیش کروں۔

ریاست مدینہ بنانے کے دعویداروں کو اللہ کا ایک حکم برداشت نہ ہو سکا!!!

مندرجہ ذیل عکس اُس بل بورڈ کا ہے جو فاطمہ جناح یونیورسٹی، کچہری چوک، راولپنڈی میں باقاعدہ ادائیگی کے بعد نصب ہونے کے 8 گھنٹے کے اندر اُتار دیا گیا۔ بل بورڈ کی اس عبارت میں نہ کسی کے سیاسی عزائم کی جھلک تھی اور نہ ہی مذہبی فرقہ واریت کا کوئی شائبہ تھا بلکہ قرآن پاک کی سورۃ النور کی آیت 19 کی روشنی میں مسلمانوں کو بے پردگی اور بے حیائی سے بچنے کی دعوت دیتے ہوئے اللہ کے ایک بندے نے اپنے ذاتی خرچ پر اس بل بورڈ کے ذریعے ایک اہم معاشرتی پہلو کی طرف توجہ دلائی تھی کہ ہمیں اشتہارات میں خواتین کی تصاویر استعمال نہیں کرنی چاہئیں۔ لیکن نہ اسے یونیورسٹی انتظامیہ نے برداشت کیا اور نہ ہی ریاست مدینہ کی دعویدار حکومت نے اسے گوارا کیا بلکہ اسے فی الفور اُتار دیا گیا۔

اس حوالے سے انتظامیہ کو ہمارے ان سوالات کے جوابات دینا ہوں گے:

1۔ حکومت اور یونیورسٹی انتظامیہ نے آخر کس کو خوش کرنے کے لیے اس بل بورڈ کو اپنی جگہ سے اکھاڑ دیا؟

2۔ کیا ہمارے آباء واجداد نے اسلام کے نام پر جو جان و مال کی بے پناہ قربانیاں دی تھیں وہ بے مقصد تھیں؟

3۔ اگر آج بھارت اور پاکستان کی شاہراہیں بے پردگی اور بے حیائی کے حوالے سے ایک جیسی نظر آئیں گی تو پھر کیا یہ قربانیاں رائیگاں نہیں گئیں؟

4۔ کیا انتظامیہ کا یہ طرزِ عمل نظریۂ پاکستان کی واضح نفی کا آئینہ دار نہیں ہے؟

ہم سمجھتے ہیں کہ ایسے اقدامات دراصل اس ہائبرڈ وارفیئر کا حصہ ہیں جن کا مقصد اسلام کے معاشرتی نظام کو تباہی سے دوچار کرنا ہے۔ ہم اس اقدام کی شدید مذمت کرتے ہیں اور حکومت اور یونیورسٹی کی انتظامیہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ نہ صرف اس بل بورڈ کو اپنی جگہ پر دوبارہ لگایا جائے بلکہ اسلامی اور شرعی احکامات کی تعمیل کرتے ہوئے ایسے تمام اقدامات کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے جن سے بے پردگی اور بے حیائی کو فروغ ملتا ہو۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان کی جغرافیائی حدود کے ساتھ ساتھ پاکستان کی نظریاتی حدود کی بھی پاسداری حکومت وقت کی اہم ترین ذمہ داریوں میں سے ایک ہے۔

من جانب: تنظیمِ اسلامی پاکستان — بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ — امیر: حافظ عاکف سعید

Vol. 29 Regd. C.P.L NO. 114 No.05

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore